ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) ماہنامہ "مصباح" جون ۲۰۰۹ء بمطابق جمادی الآخر ۱۴۳۰ھ

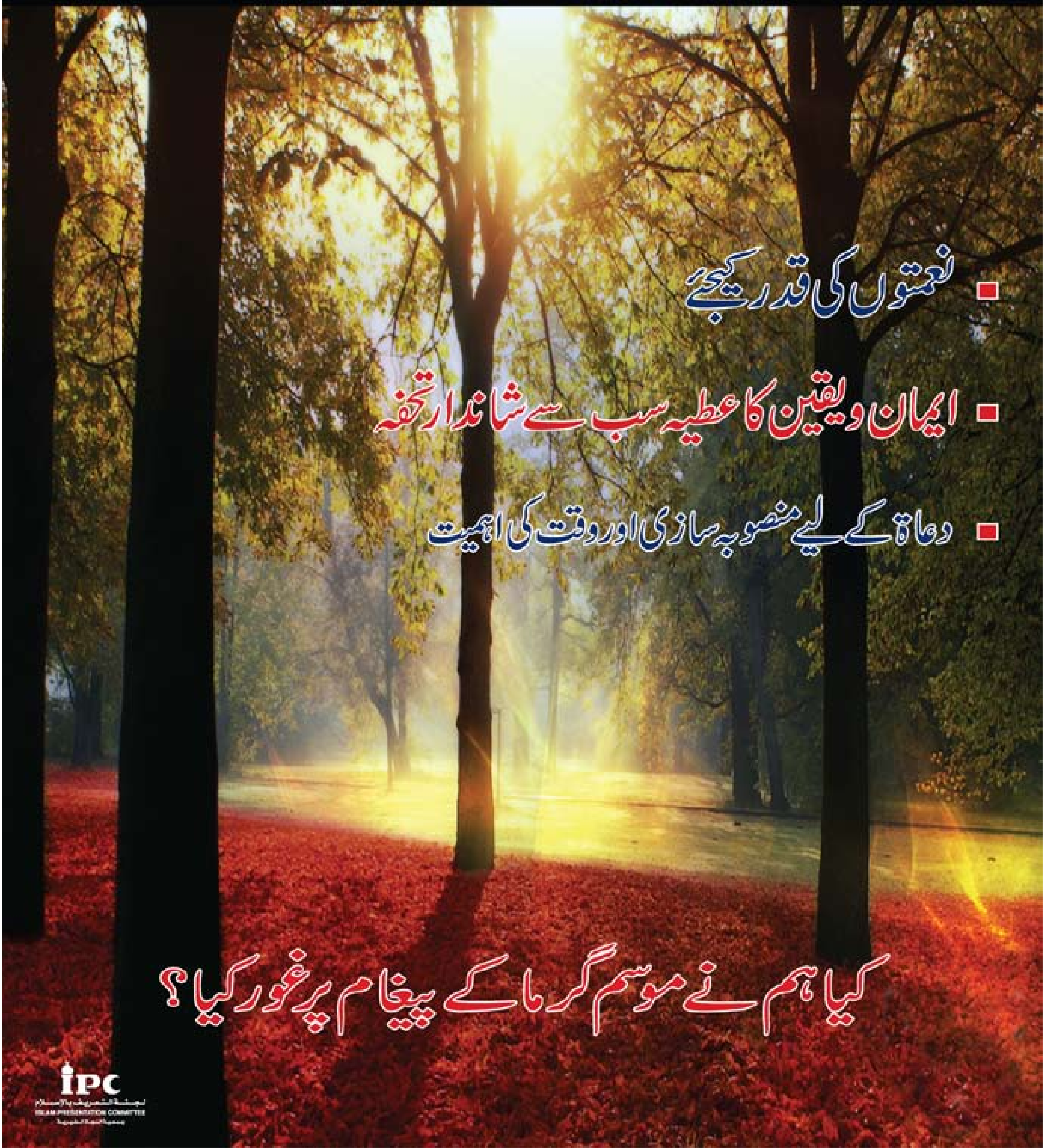

- نعمتوں کی قدر کیجئے
- ایمان ویقین کا عطیہ سب سے شاندار تحفہ
- دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی اور وقت کی اہمیت

کیا ہم نے موسم گرما کے پیغام پر غور کیا؟

IPC

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

ماہنامہ "مصباح" جون ۲۰۰۹ء بمطابق جمادی الآخر ۱۴۳۰ھ

سرپرست اعلیٰ
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری
مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمٰن
محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمٰن جامعی

گرافک ڈیزائن
نوشاد زین العابدین

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

رابطہ کا پتہ
ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی اور وقت کی اہمیت

اس شمارے میں

تجلیات	کیا ہم نے موسم گرما کے پیغام پر غور کیا؟	2
صدائے عرش	قرآن کریم: کتاب مہجور	3
آئینۂ رسالت	تکبر - مانع دخولِ جنت ہے	3
دیارِ غیر میں	نعمتوں کی قدر کیجئے	4
ایمانیات	ایمان ویقین کا عطیہ سب سے شاندار تحفہ	5
دعوت وحکمت	دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی اور وقت کی اہمیت	6
ہدایت کی کرنیں	......ہوتی ہے سحر پیدا	7
آدابِ زندگی	سونے اور جاگنے کے آداب	8
تربیت وتزکیہ	بددعا اور اس کے ہمہ گیر اثرات	10
سیرت کا پیام	سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی	12
سیرت کے البم سے	کردار میں بڑی تاثیر ہے	14
اصول کامرانی	دلوں پر فتح کیسے پائیں؟	15
کاہشِ گل		
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل کا حل	16
خبر ونظر	اسلامی خبریں	17
باغیچۂ اطفال		18
رودادِ چمن	ipc کے شب وروز	19
بزمِ ادب	ایک دعاء ۔ نظم	20

❖ كلمة العدد (حر الصيف وحر جهنم) ❖ تعبك ذهب سدى (طلال فاخر)
❖ اتخذوا هذا القرآن مهجورا ❖ المتكبر لا يدخل الجنة ❖ رسالة إلى الوافد ❖ الإيمان والإستقامة
❖ التخطيط في الدعوة الى الله تعالى ❖ أنوار الهداية ❖ آداب النوم والإستيقاظ
❖ آثار الدعاء الوخيمة على الإنسان ❖ السيرة النبوية وحياتنا الراهنة ❖ إنك لعلى خلق عظيم
❖ كيف تكسب القلوب ؟ ❖ أوراق ذهبية ❖ الفتاوى الشرعية ❖ أخبار إسلامية ❖ دوحة الأطفال
❖ أخبار اللجنة ❖ ساحة الشعر

طلال فاخر
ایڈیٹر مجلّہ "البشریٰ"

تیری محنت رائیگاں گئی

جب بندہ سنِ بلوغت کو پہنچ جاتا ہے تو اُس کی بُرائیوں کا شمار شروع ہو جاتا ہے اور اس کے ہر چھوٹے بڑے گناہ درج کیے جانے لگتے ہیں حالاں کہ اُس سے قبل وہ مرفوع القلم تھا۔ اب وہ اس بات کا مکلّف ہے کہ نیکیوں کا رسیا بنے اور برائیوں سے دور رہے۔

آپ تصور کر سکتے ہیں کہ بندہ اس کے لیے محنت، وقت، مال اور صحت سب لگا دیتا ہے۔ اس کے لیے سب کچھ قربان کر دیتا ہے، کس قدر وہ نماز کی محافظت میں تھکا...... روزے کی مشقت، اور حج کی تھکاوٹ برداشت کی، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی میں اچھا خاصا وقت لگایا، دعوت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دی، اذیت و دشمنی مول لی اور اُس پر صبر کیا، شب بیداری، تلاوت قرآن، اوراذکار و اوراد کا اہتمام کیا، مزید یہ کہ وہ حرام شہوت سے اپنے آپ کو روکے رکھا حالاں کہ اس کی تنفیذ پر قادر تھا، دل خواہش کرتا رہا لیکن وہ اُسے منع کرتا رہا، نفس اُسے بُرائی کا حکم دیتا رہا لیکن اُسے دباتا رہا۔ یہ سب اُس نے اللہ کے لیے کیا۔

یا اللہ! کس قدر اس بندے کے نامہ اعمال میں اجر و ثواب لکھے گئے ہوں گے...... لیکن وہ کیسا بدنصیب ہوگا...... جب اُس سے یہ کہا جائے گا کہ تمہارے لیے کچھ بھی نہیں!!

کیوں؟ اس لیے کہ تم نے اپنی زندگی میں ایک چیز پر قابو نہیں رکھا!! وہ کیا ہے؟ وہ تیری زبان ہے!! کوئی پڑوسی باقی نہ رہا جس کی مذمت نہ کی ہو، کوئی ملازم نہ بچا جس کی غیبت نہ کی ہو، نہ امام مسجد کی عیب جوئی چھوڑی، نہ عالم دین کے اندر نقص نکالنے میں جھجک محسوس کی، اور نہ حکومت کے اہلکاروں کا گوشت کھانے سے پرہیز کیا۔ تمہاری زبان سے تمہارے علاوہ اور کوئی نہ بچ سکا۔

کل قیامت کے دن وہ سب آئیں گے تاکہ تیری نیکیوں میں سے اپنا حصہ نکال سکیں، کوئی تمہاری نماز کے ثواب سے لے گا، تو کوئی تمہارے حج کے ثواب سے لے گا، کوئی تمہارے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے اجر و ثواب سے لے گا۔ تم دیکھو گے کہ تمہاری ساری نیکیاں جن کے لیے تھکے تھے، وقت لگایا تھا، خرچ کیا تھا، اُن لوگوں کو تقسیم کی جا رہی ہیں جن جن کی تم نے غیبت کی تھی، یعنی تیری زبان نے تمہاری دنیا میں کمائی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیا اور تیری محنت رائیگاں گئی۔

صدائے عرش

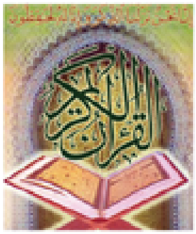

قرآن کریم: کتابِ مہجور

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً (الفرقان ۳۰)

ترجمہ: ”اور رسول کہے گا اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے قرآن پاک کو چھوڑ رکھا تھا“

تشریح: یوم محشر اللہ کے رسول ﷺ خدمتِ باری تعالیٰ میں یہ شکایت کریں گے کہ اے اللہ! میری امت نے اِس کتابِ ہدایت قرآن کریم کو چھوڑ رکھا تھا۔ چھوڑنے کا کیا مفہوم ہے؟ قرآن کو نہ سننا اور اُس پر ایمان نہ لانا قرآن کو چھوڑنا ہے، اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب نہ کرنا بھی قرآن کو چھوڑنا ہے، دین کے اصول وفروع میں اُس کو نظر انداز کرکے کسی اور کتاب کو فیصل بنانا بھی قرآن کو چھوڑنا ہے، اُس کو سمجھنا اور اس کے مراد کی جانکاری حاصل نہ کرنی بھی قرآن کو چھوڑنا ہے، اور دلوں کی مختلف بیماریوں کا اُس سے علاج نہ کرنا بھی قرآن کو چھوڑنا ہے۔

صد حیف! آج سارا ہجران لوگوں کی زندگی میں پایا جارہا ہے۔ جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں لیکن دین میں مختلف قسم کی بدعات وخرافات کو رواج دے رکھا ہے ظاہر ہے انہوں نے قرآن پر عمل نہیں کیا، جو لوگ زنا، سود، قتل ناحق، چوری، دھوکہ، ظلم، جھوٹ، چغلخوری، اور فحش کلامی کے عادی ہیں آخر اُن کا ایمان قرآن پر کہاں ہوا؟ جو لوگ واجبات کو ترک کرتے ہیں اور منہیات کو پامال کرتے ہیں آخر یہ قرآن کا ہجران نہیں تو اور کیا ہے؟

عجیب بات یہ ہے کہ جتنا ہم قرآن کریم کی عظمت کا ادراک نہ کرسکے اُس سے کہیں زیادہ دشمنانِ اسلام نے اُس کی اہمیت کو سمجھا اور ملکوں اور قوموں سے اُس کے آثار مٹانے کی کوشش کی، کیوں کہ انہیں اِس بات کا شدید خطرہ لاحق تھا کہ مبادا یہ امت قرآن کی طرف لوٹ آئے۔ چنانچہ عہدِ وکٹوریہ کے وزیر اعظم مسٹر گلیڈ اسٹون نے قرآن مجید کا ایک نسخہ ہاتھوں میں اٹھا کر برطانوی دارالعلوم کے ارکان کو بتایا ”جب تک یہ کتاب مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود رہے گی یورپ مشرق پر قبضہ نہیں جما سکتا اور نہ وہ بذاتِ خود امن وامان سے رہ سکتا ہے۔

آج زمانہ پکار پکار کر بلا رہا ہے کہ اے اسلام کے سپوتو! لوٹ آؤ اُس کتاب کی طرف جس نے قوموں کی تقدیر کو بدلا، گلہ بانوں کو جہاں بان بنادیا، ملکوں کو فتح کیا، اور انسانی قلوب پر حکمرانی کی، آؤ اُس کتاب کی طرف جس نے صدیوں کے اختلافات کو مٹایا، جانی دشمنوں کو دوست بنایا اور پتھر دلوں کو موہ لیا۔ آؤ اُس کتاب کی طرف جس نے مورتیوں کے پجاریوں سے توحید کا ڈنکا بجوایا، بھٹکے ہوئے آہوؤں کو حرم کا راستہ دکھایا، اور پیاسی انسانیت کو جامِ حیات پلایا۔ اگر آج بھی امت مسلمہ قرآن کے پرچم تلے اکٹھا ہوجائے اور اُسے اپنا حرزِ جان بنالے تو عزت وشرف اور اقبال مندی اُن کی کنیز بن جائے اور اُن کے سارے مسائل حل ہوجائیں فرمانِ نبوی ہے ”اللہ تعالیٰ اِس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور بہت سے لوگوں کو ذلیل کردے گا“ (مسلم)

لہٰذا اگر ہم اقبال مندی کے خواہاں ہیں، روزِ محشر کی گرفت سے بچنا چاہتے ہیں تو قرآن کریم کو اپنا حرزِ جاں بنالیں اور اِس کتابِ ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگی کا سفر طے کریں۔

آئینہ رسالت

شیخ حبیب الرحمٰن جامعی (کویت)

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرِيَاءَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: ”جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا“۔

تشریح: اس حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ تکبر اور گھمنڈ کرنے والے جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ایسا اس وجہ سے کہ جنت کی تخلیق ہی خاکسار اور فروتنی برتنے والوں کے لیے ہوئی ہے جبکہ جہنم کی تخلیق سرکشوں اور گھمنڈیوں کے لیے ہوئی ہے۔ قیامت کے دن فخر وغرور کرنے والے چیونٹیوں کی طرح اکٹھا کیے جائیں گے، چنانچہ لوگ انہیں روندیں گے، آگ ان پر چڑھ جائے گی، یہ جہنمیوں کی پیپ اور ان کے جسموں کا نچوڑ پئیں گے۔ وجہ ظاہر ہے کہ یہ دنیا میں اکڑ فوں بنے تھے، مال ودولت کے نشہ میں غریبوں کو حقیر سمجھا تھا۔

مومن منکسر المزاج ہوتا ہے، اس کے اندر فروتنی اور خاکساری ہوتی ہے، مومن متکبر نہیں ہوسکتا اور یہ صفت انسان کے اندر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے علو شان اور عظمت وجلال سے واقف ہوجاتا ہے، پھر اپنے نفس کی کمیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں پر دھیان دیتا ہے تو اسے اپنی حقیقت کا احساس ہوتا ہے کہ اس عظیم ہستی کے سامنے ہم جیسے قطرۂ آب سے پیدا ہونے والے انسان کی آخر کیا حیثیت......

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کرام کے بیچ بیٹھے تھے، آپ نے لوگوں کو اپنی حیثیت کی یاددہانی کرانے کے لیے عملی اسلوب اختیار کیا۔ اپنی ہتھیلی پر تھوکا، اور اس تھوک پر اپنی انگلی رکھی، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا ابن آدم أتعجزني وقد خلقتك من مثل هذا (ابن ماجه) اے ابن آدم! تو اکڑ فوں بنتا ہے اور فخر کرتا ہے کیا تو اس بات کی ہمت رکھتا ہے کہ جب میں تجھے دوبارہ زندہ کرکے سزا دوں تو تو مجھ کو عاجز اور بے بس کردے۔؟ حالانکہ میں نے تجھے اس تھوک جیسی گھٹیا چیز سے پیدا کیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

جی ہاں! اگر آپ کے پاس عالیشان محل ہے، لذیذ کھانا کھاتے ہیں، نفیس لباس پہنتے ہیں، فرائے بھرتی کار میں بیٹھتے ہیں، آپ کے پاس اچھا کاروبار ہے، لاکھوں کے املاک ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تکبر انسان کو زیب نہیں دیتا کیونکہ ساری کبریائی تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”تکبر میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے، جس کسی نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے ہم سے نزاع کیا ہم اُسے جہنم میں ڈال دیں گے“۔

تکبر کی شناعت کے لیے محض یہ جان لینا کافی ہے کہ یہ سب سے پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی۔ ابلیس لعین وہ پہلا شخص ہے جس نے انانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا چنانچہ وہ راندۂ درگاہ ہوا۔

لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر تواضع اور انکساری کی صفت پیدا کرے ؂

اے ذوق کسی کو چشم حقارت سے مت دیکھ سب ہم سے زیادہ ہیں کوئی ہم سے کم نہیں

ایڈیٹر

کیا ہم نے موسم گرما کے پیغام پر غور کیا؟

ہمیں اپنی زندگی کے سارے معاملات کو شرعی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیے اور ملکوں اور قوموں کے حالات میں جو تبدیلیاں واقع ہورہی ہیں شریعت کی روشنی میں اُن کا جائزہ لینا چاہیے کیونکہ اس سے انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور انسان کو جس مقصد کے تحت اس دنیا میں بسایا گیا ہے اُس کی یاد دہانی ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح کی کچھ تبدیلیاں تو فطری ہوتی ہیں جیسے رات ودن کا تغیر اور موسموں کی تبدیلی وغیرہ اور کچھ انسانوں کے کرتوت کے نتیجے میں الٹی میٹم کے طور پر نمایاں ہوتی ہیں جیسے اقتصادی بحران، سوائن (خنزیر) فلو، برڈ فلو، زلزلے اور ایڈس وغیرہ، تاکہ انسان سدھر جائے، سنبھل جائے اور اپنے مقصد حیات کی تکمیل میں لگ جائے۔

ابھی ہم موسم گرما سے گزر رہے ہیں، یہ بھی ہمارے لیے ایک پیغام لے کر آیا ہے، گرچہ آج ہمارا ذہن اُس کی طرف نہیں جاتا، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ اگر میں یہ سوال کروں کہ گرمی میں شدت کیوں کر آتی ہے؟ تو اکثر لوگ یہی کہیں گے کہ یہ موسموں کی تبدیلی، ملک کے محل وقوع اور آسمانی برجوں کا نتیجہ ہے لیکن جب ہم اس مسئلے پر شرعی نقطۂ نظر سے غور کرتے ہیں تو ایک دوسری حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ وہ حقیقت کیا ہے......؟

آج سے چودہ سو سال پہلے صادق ومصدوق ﷺ نے فرمایا تھا:

''جہنم نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا: میرے رب! میرا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا رہا ہے، اس لیے تو مجھے سانس لینے کی اجازت عطا فرما، چنانچہ اللہ تعالی نے جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس موسم سرما میں لینے کی اور ایک سانس موسم گرما میں چھوڑنے کی۔ لہذا (موسم گرما میں) تم جو سخت گرمی پاتے ہو (اس کے سانس چھوڑنے کی وجہ سے ہے) اور موسم سرما میں جو سخت ٹھنڈی پاتے ہو، اس کے سانس (لینے) کے اثر سے ہے''۔ (بخاری ومسلم)

بخاری ومسلم کی ایک دوسری روایت کے مطابق نبی امی ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی کی شدت ہو تو اُس وقت ٹھنڈے وقت میں نماز ادا کرو (یعنی انتظار کرلیا کرو کہ وقت ذرا ٹھنڈا ہوجائے) کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس کی لپیٹ سے پیدا ہوتی ہے''۔

شاید آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ گرمی میں شدت کیوں کر آتی ہے؟ یعنی جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے...... آج ہم جس گرمی کی شدت اور تپش کا احساس کرتے ہیں اس کا مصدر اور سرچشمہ دراصل جہنم ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم سائنسی تحقیقات کا انکار کرتے ہیں، سائنس اپنی جگہ پر مسلم ہے، اگر سائنسی معلومات تحقیق اور تجربے سے سامنے آتی ہیں تو شرعی اسباب قرآن وسنت سے ثابت ہوتے ہیں اور یہ اُن سے زیادہ قوی ہیں۔

عرض مدعا یہ ہے کہ جب گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے تو ہم موسم گرما کی آمد پر جہنم کو یاد کریں۔ آج ہر شخص اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آرام وراحت سے رکھنے کی کوشش کرتا ہے، انکے لیے ٹھنڈی اور گرمی سے بچاؤ کے وسائل کا بندوبست کرتا ہے، کوئی ایرکنڈیشن روم میں رہتا ہے، کوئی دنیا کے ٹھنڈے مقامات کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، کوئی کولر اور بجلی پنکھا کے ذریعہ گرمی سے بچاؤ اختیار کرتا ہے جبکہ کچھ لوگ ہاتھ کے پنکھا سے ہی گرمی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ انہیں لوگوں کو آتش جہنم سے بچنے کی کوئی فکر نہیں، اپنے آپکو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالی نے بندۂ مومن کو جہنم سے ڈرایا ہے اور اس سے بچنے کی ان لفظوں میں تاکید کی ہے۔ ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت دل فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں''۔

آج ہم معمولی گرمی کی شدت سے پریشان ہوجاتے ہیں لیکن جہنم میں کیا حال ہوگا جہاں آگ کا بستر ہوگا، آگ کا لباس ہوگا، پیپ کا کھانا ہوگا، اور آگ میں جلنا ہوگا، جو آگ گوشت، رگوں، پٹھوں اور چمڑے تک کو کھا جائے گی، پھر ان جلے ہوئے اعضاء کے بدلے نئے اعضاء دیے جائیں گے اور یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے چلتا رہے گا، وہاں کبھی موت نہیں آسکتی۔

لہذا اگر ہم آتشِ جہنم سے بچنا چاہتے ہیں اور جنت کی پرکیف نعمتوں کے متمنی ہیں تو ہمیں محاسبۂ نفس اور فکر آخرت کے لیے شب وروز کی مشغولیات میں سے ذرا وقت نکالنا ہوگا، طبیعت پر شاق گزرنے والے اعمال انجام دینے ہوں گے اور شہوات کو قابو میں رکھنا ہوگا کیونکہ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے ''جنت کو طبیعت پر گراں گزرنے والی چیزوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا ہے''۔

اللہ تعالی ہم سب کو دین پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

ابرار کلیم قاسمی (کویت)

ایمان ویقین کا عطیہ سب سے شاندار تحفہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق ترمٹی سے کی اور اسے سب سے بہترین سانچے میں ڈھالا، یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ انسان کی تخلیق اور اس کا نشو ونما تعجب خیز مانا جاتا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک عجوبۂ زمانہ ہے، اللہ نے ہر ایک کو قیمتی تحفہ سے نوازا ہے، بولنے کی طاقت دی ہے، سوچنے کی صلاحیت دی ہے، فیصلہ کرنے کی استطاعت عطا کی ہے اور خیر کا ضامن بنایا ہے، جو کچھ ایک انسان کے لیے ہوسکتا ہے اس کے انتخاب کی صلاحیت بھی انسان کے اندر رکھی ہے؛ لیکن سب سے اچھا تحفہ ایمان کا ہے۔

مذہب اسلام کو مختصر طور پر ایک جملہ میں پیش کرسکتے ہیں وہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' صرف اس کے اعتراف سے انسان اسلام میں داخل ہوسکتا ہے۔

حدیثِ جبریل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ ﷺ کے ساتھ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوا جس کا لباس بہت سفید تھا، اور بال بہت سیاہ تھے، اس پر سفر کے کوئی آثار دکھائی نہ دیتے تھے، اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ آپ ﷺ کی طرف بڑھا اور اس طرح بیٹھا کہ اس کا پہلو آپ ﷺ سے مل گیا اور اس نے اپنے بازوں کو حضور ﷺ کے زانوئے مبارک پر رکھ دیا۔ اس نے سوال کیا اے محمد! مجھے بتائیے! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اسلام یہ ہے کہ تو زبان سے اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تو نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اور اگر تجھے راستے کی توفیق (سواری اور زادِ راہ) میسر ہے تو بیت اللہ کا حج کرے''۔

اس نے مزید سوالات کیے، اور پوچھا کہ ''مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں''۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے فرشتوں کو مانے، اس کی کتابوں کو تسلیم کرے، اس کے رسولوں پر تیرا ایمان ہو، یوم آخرت پر تیرا یقین ہو، اور تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر بھی تو ایمان رکھے''۔ سائل نے پوچھا: ''مجھے احسان کے بارے میں بتلائیں'' آپ نے جواب دیا کہ ''تو اللہ کی یوں عبادت کرے گویا تو اسے دیکھتا ہے اور اگر تو اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے کا تصور نہیں کرسکتا تو کم ازکم یہ تصور رہے کہ وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے'' اس نے چوتھا سوال کیا: ''اے نبی! بتایئے قیامت کب آئے گی''؟ آپ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا''۔ اس نے عرض کیا ''مجھے قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے'' آپ نے فرمایا: ''لونڈی جب اپنی مالکہ کو جنم دینے لگے، اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن، غریب اور مفلس بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں کھڑی کرنے میں مقابلہ بازی شروع کردیں''۔ پھر سائل چلا گیا، ہم لوگ تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر آپ نے فرمایا: ''اے عمر! تم جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں'' تو آپ نے فرمایا: ''یہ جبرئیل امین تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے''۔ (مسلم)

سیدنا عبداللہ بن حذافہؓ کی زندہ وجاوید زندگی

صحابی جلیل عبد اللہ بن حذافہؓ کی زندہ جاوید زندگی سے ایمان وعمل کے میدان میں ہمیں عبرت ملتی ہے۔ سیدنا عمر بن خطابؓ نے ایک فوج روم سے لڑنے کے لیے بھیجا، فوج کے سپہ سالار سیدنا عبداللہ بن حذافہؓ تھے۔ آپ نے بڑی بہادری اور شجاعت سے میدان کارزار میں لڑائی شروع کی اور دشمنوں کے ایک جتھے میں داخل ہوگئے، دریں اثنا دشمنوں نے انہیں قید کرلیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پیش کیا جس نے ان کو انکار اسلام پر مجبور کیا اور دین مسیحیت کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ اگر تم دین مسیحیت قبول کرلو تو میں تجھے بے بہا داد ودہش، زر ومال اور زمین وجائداد سے نوازوں گا، عبد اللہ بن حذافہؓ نے برجستہ جواب دیا: ''ان تمام اموال کے بدلے ہم ایک لمحہ کے لیے بھی دین اسلام سے پھر نہیں سکتے'' بادشاہ نے غصہ سے آگ بگولہ ہوکر پوچھا: ''مجھے جواب دو کہ تمہاری فوج نے ہم پر کیوں حملہ کیا''؟ عبداللہ بن حذافہؓ نے جواب دیا: ''میں کچھ نہ بتلاؤں گا، تمام مسلم افواج ہمارے بھائی ہیں اور میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو ان کی ناگواری کا سبب بنے''۔ بادشاہ نے کہا: ''میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا، عبداللہ بن حذافہؓ نے بے خوف وخطر نہایت جرأت مندی سے جواب دیا: ''مجھے راہِ خدا میں شہادت کا شوق ہے''۔ بادشاہ نے فوجیوں کو حکم دیا کہ اسے پھانسی دے دی جائے۔ لیکن عبداللہ بن حذافہؓ کے چہرے پر ذرا بھی گھبراہٹ نہ آئی اور ہمت سے کہا کہ تجھے جو کچھ کرنا ہے کرلے تاہم ایمان دل سے نکل نہیں سکتا۔ ان کے ایمان اور جرأت نے بادشاہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

بالآخر بادشاہ نے حکم دیا کہ عبداللہ بن حذافہؓ کو بغیر کھانا اور پانی کے جیل میں رکھا جائے۔ چنانچہ آپ مسلسل تین دنوں تک اسی طرح بغیر کھانا اور پانی کے رہے، عبداللہ بن حذافہؓ کے ایمان پر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے آپ سے کہا: ''اگر تم میری پیشانی کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا'' عبداللہ بن حذافہؓ نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد جواب دیا: ''میں تیری پیشانی کا بوسہ لینے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ مسلمانوں کی اس پوری جماعت کو آزاد کردو'' چنانچہ عبداللہ بن حذافہؓ نے اس کی پیشانی کو چوما اور ۸۰ مسلمانوں پر مشتمل ایک پوری جماعت کو بادشاہ نے آزاد کردیا۔

جب عبداللہ بن حذافہؓ واپس آئے تو حضرت عمرؓ مدینہ سے باہر نکل آئے اور ان کے گھر جاکر ان کو مبارکباد دی، حضرت عمرؓ نے تمام موجود مسلمانوں سے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی پیشانی کا بوسہ لینے کا حکم دیا، سب سے پہلے خود آپ نے اسکا آغاز کیا اور تمام موجود مسلمانوں نے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

اس طرح مسلمان اور اسلام کی جیت ہوئی۔ لہذا ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اس کی راہ میں ایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے اپنی جان کی بازی لگادیں اور یہی مومن کی شان ہے۔

صفات عالم تیمی

نعمتوں کی قدر کیجئے

جب کوئی شخص آپ کا کوئی معمولی کام کر دیتا ہے تو بے ساختہ آپ کی زبان پر ''شکریہ'' کے کلمات آ جاتے ہیں کیوں کہ انسانی طبیعت میں یہ بات داخل ہے کہ محسن کا شکریہ ادا کیا جائے اور اُسے عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جائے، حالانکہ دنیا کے احسانات معمولی اور عارضی ہوتے ہیں، تو پھر منعم حقیقی کے ساتھ ہمارا کیسا معاملہ ہونا چاہیے جس کے احسانات تلے ہم سرتاپا ڈوبے ہوئے ہیں۔

جی ہاں!: قطرہ آب سے پیدا ہونے والا انسان کبھی کچھ نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے اُسے نو مہینہ تک رحم مادر میں رکھا، کرۂ ارضی پر وجود بخشا اور بے شمار ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ اس منعم حقیقی نے دیکھنے کے لیے دو آنکھیں دیں، سننے کے لیے دو کان دیے، چلنے کے لیے دو پیر دیے، پکڑنے کے لیے دو ہاتھ دیے، سونگھنے کے لیے ناک دیا، بولنے کے لیے زبان دی، سمجھنے اور غور کرنے کے لیے عقل سے نوازا۔ مزید یہ کہ مال و دولت، لباس و پوشاک، گھر اور مکان، آب و دانہ، صحت و عافیت، آل و اولاد اور خوشحالی و سعادتمندی عطا کی اور سب سے بڑھ کر ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ پھر ہم اس نکتے پر بھی غور کر کے دیکھیں کہ آج ہم جس طرح فارغ البال زندگی گزار رہے ہیں چند سالوں پہلے ہم اس سے محروم تھے۔ ظاہر ہے یہ توفیق اُسی ذات باری تعالیٰ نے دی جس کی بنیاد پر ہم برسرروزگار ہوئے اور ہماری معاشی حالت بہتر سے بہتر ہوتی گئی۔

اب ذرا دل کو ٹٹولیں اور من سے پوچھیں کہ کیا ہمارے اندر ان نعمتوں کو پا کر تشکر و امتنان کے جذبات پیدا ہوئے؟ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں کی قدر کی؟ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری یہ نعمتیں باقی رہیں، اور اُن میں مزید افزائش ہو تو ہمیں نعمتوں کی قدر کرنی ہوگی۔ وہ کیسے؟

شکر کا جذبہ بیدار رکھیں

ہمارے اندر شکر کا جذبہ ہمہ وقت بیدار رہنا چاہیے۔ ہمارے دل میں ان نعمتوں کی اہمیت و عظمت بیٹھی ہو، پھر زبان سے بھی اللہ کی حمد و ثنا بجا لائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے خوش ہوتا ہے جو ایک لقمہ کھائے تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے اور ایک گھونٹ پیے تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے''۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں کا ذکر اور اُس کی کرم نوازی کا اظہار بھی کرنا چاہیے۔ لیکن تکبر اور فخر کے طور پر نہیں بلکہ اللہ کے فضل و کرم اور اُس کے فضل سے زیر بار ہوتے ہوئے اور اُس کی قدرت و طاقت سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ ہمیں ان نعمتوں سے محروم نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے انسانو! اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو'' (الفاطر ۳) اور اپنے نبی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ''۔ (الضحیٰ ۱۱)

بندگانِ خدا کا حق نکالیں

مال اللہ کا عطیہ اور اُس کی بخشش ہے جس سے آج ہم مالا مال ہیں تو بہت سارے لوگ محروم ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت بالغہ ہے کہ اُس نے کسی کو مالدار بنایا تو کسی کو غریب رکھا لیکن یہ اصول بتایا کہ مالداروں کے مالوں میں غریبوں کا حق ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ﴾ (النور ۳۳) ''اُن غرباء و مساکین کو اللہ کے مال میں سے دو جو اُس نے تمہیں دیا ہے''۔ گویا کہ مال اللہ کا ہے، اور اُس کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ ہم اُس میں سے غریبوں کا حق نکالیں تاکہ غریبوں کی ہمدردی و غمخواری ہو اور ہمارا مال بھی آفات سے بچ جائے آج عالمی کساد بازاری نے پوری دنیا کے سرمایہ داروں کا کچومر نکال رکھا ہے وجہ ظاہر ہے کہ اُنہوں نے مال کا حق ادا نہیں کیا بلکہ سود در سود کے چکر میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کو مہلت دیتے رہے یہاں تک کہ قدرت نے ایسی مالی آفت بھیجی کہ لمحوں میں ارب پتی قلاش بن گئے۔ یہ عبرت و نصیحت کے لیے ایک زندہ مثال ہے۔

پوری انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جن اصحاب ثروت نے بھی غریبوں اور مفلسوں کو نظر انداز کیا اُن کی نعمتیں چند سالوں میں اُن کے ہاتھ سے نکل گئیں، ہم اپنے معاشرے میں اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ کل جو مالدار تھے آج غریب ہیں اور کل جو غریب تھے آج مالدار ہیں ایسا محض اس وجہ سے ہوا کہ مالداروں نے اپنے مال کی قدر نہیں کی اور غرباء و مساکین کو بھلا بیٹھے۔

مسلم معاشرے میں آج کتنے غرباء و مساکین ہیں جو نانِ شبینہ کو ترس رہے ہیں، کتنی بیوائیں اور یتیم بچے ہیں جنہیں سوکھی روٹی بھی میسر نہیں، کتنی مسلم دوشیزائیں ہیں جن کی شادی نہ ہونے کی وجہ سے جوانی ڈھلتی جا رہی ہے کتنے غریب والدین ہیں جو اپنے بچوں کو بنیادی تعلیم دلانے سے بھی قاصر ہیں۔

اب ہم ذرا اپنے ماضی کی طرف جھانک کر دیکھیں اور دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیں کہ جب ہم برسرروزگار نہ تھے،

جب ہماری معاشی حالت اچھی نہ تھی تو ہم پر کیسا گزر رہا تھا.....؟ بالکل آج ویسا ہی گذر رہا ہے مسلم معاشرے کے ان غریبوں، مسکینوں اور فقیروں پر...... لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پیسوں پر سانپ بن کر نہ بیٹھیں بلکہ اُنہیں عنایت ربانی سمجھیں اور کم از کم ان کی زکاۃ ضرور نکالیں تاکہ مسلم معاشرے کے یہ کمزور لوگ جو معاشی جد وجہد میں پیچھے رہ گیے ہیں زندگی کی سانس لے سکیں۔

خرچ میں اعتدال برتیں

نعمتوں کے استعمال میں ہمیشہ اعتدال برتنا چاہیے، لیکن آج امت مسلمہ کا المیہ ہے کہ غیر قوموں کے شانہ بشانہ اُس کا مالدار طبقہ غیر ضروری اشیاء میں اپنے پیسے پانی کے جیسے بہا رہا ہے، شادی بیاہ میں لاکھوں روپئے خرچ کر دئے جاتے ہیں، گھر کی تعمیر میں لاکھوں کا صرفہ آتا ہے، آرائش و زیبائش کی چیزوں میں اسراف سے کام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر انہوں نے اپنی آمدنی سے ہلکی سی کٹوتی کرلی ہوتی تو کتنے غریبوں کا بھلا ہو سکتا تھا۔ بلکہ ہمیں کہنے دیا جائے کہ اگر آج اصحاب ثروت منصوبہ بندی کے ساتھ خرچ کرتے اور مال کو اللہ کا عطیہ سمجھتے ہوئے اُس میں سے غرباء و مساکین کا حق نکالتے تو مسلم معاشرے میں ایک غریب بھی نہ رہتا۔

پردیسی بھائی! اگر ہم نے ان نعمتوں کو پا کر اپنے اندر شکر کا جذبہ بیدار رکھا، اپنے مالوں میں سے غرباء مساکین کا حق نکالا، اور خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کی تو ہم بے پناہ اجر و ثواب کے مستحق تو ٹھہریں گے ہی...... اس کے ساتھ ساتھ ہم پر مزید نعمتوں کا فیضان ہوگا، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ''اگر تم شکر گزاری کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا''۔ (ابراہیم ۷)

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق سے عذاب کو روک لے گا، یہ بھی اُس کا وعدہ ہے ''اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور باایمان رہو''۔ (النساء ۱۴۷)

ریاض موسیٰ ملیباری

ہوتی ہے سحر پیدا !!

ضلع ملپورم ''ترور'' کے قریب ایک بستی میں گوپالن اور ایپن نامی دو افراد سنار کا پیشہ کرتے تھے۔ ایک دن ایپن کو کیسٹ کے ذریعہ قرآن کریم کا ملیالم ترجمہ سننے کا موقع ملا، ترجمہ اتنا موثر تھا کہ ایپن کے دل کی گہرائی میں اُتر گیا۔ اُس کے بعد وہ مسلسل قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہے۔ آخر کار 11 اگست 1995ء کو ایپن اور ان کی بیوی دو بچوں کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور ان کا نام یاسر اور سمیہ رکھا گیا۔

مسلمانوں کو فریضۂ دعوت کے متعلق بتایا جائے تو وہ اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا ہندو اسلام قبول کر سکتے ہیں؟ قرآن مجید اُن کی سمجھ میں آسکتا ہے؟ لیکن مذکورہ بالا واقعہ میں ان دونوں سوالات کا معقول جواب ہے۔ اسی طرح دعوتی کام کرنے والوں سے یہ کہا جائے کہ غیر مسلموں کو قرآن کریم سناؤ تو اس بات پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ سال گذشتہ ایک عالم و فاضل بھی اس مسئلے پر ہم سے کافی بحث کر چکے ہیں۔ فریضۂ دعوت کا حق اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب ہم حضور اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس فریضے کو انجام دیں۔ انبیائے کرام کا بنیادی کام یہ تھا کہ اللہ کی آیات قوم کو سنائیں۔ اگر ہم کو دعوت کا فریضہ انجام دینا ہے تو جیسے انبیاء کا طریقۂ کار تھا اسی کو پیشِ نظر رکھ کر کام کرنا ہوگا۔ تبھی دعوت کا کام مکمل طور پر ادا ہو سکتا ہے۔ مسلمان عرصہ دراز سے اس بنیادی کام کو چھوڑ دینے کے باعث غیر مسلموں کی مخالفت اور نفرت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ کیا مذکورہ واقعہ ہماری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی نہیں ہے کہ آر ایس ایس کا ایک سرگرم کارکن اور اپنی بستی کے ''ماریمن مندر'' کا اہم پجاری اور بڑا بھگت گھنٹوں پوجا پاٹ میں مشغول رہنے والا ایپن جیسا نوجوان قرآن مجید کی آیات کریمہ سن کر ''ایپن'' سے یاسر بن گیا۔

انسان اصل میں وہ روح ہے' جو انسان کے قلب میں رہتی ہے۔ اُسی روح سے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں سوال کیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ''کیا میں تیرا رب نہیں ہوں'' تو روح نے جواب دیا تھا بلیٰ ''ہاں کیوں نہیں'' لیکن دنیا میں آنے کے بعد اُس نے اپنے اقرار کو بھلا دیا۔ اُسی اقرار کی یاد دہانی کرانے کا نام دعوت ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کہا: فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ''پس آپ نصیحت کر دیا کریں کیوں کہ آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں''۔

آج عام مسلمان ہی نہیں بلکہ دعوت کا کام کرنے والے بھی یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں کہ غیر مسلموں کو کون سی کتاب دی جائے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی نے اپنی قوم کو کوئی کتاب نہیں دی بلکہ کتاب اللہ کی آیات کریمہ پڑھ کر سناتے تھے۔ انسان کے جسم پر شیطان قبضہ کیے رہتا ہے، دعوتِ دین سے شیطان کو سخت نفرت ہے۔ شیطان کی اِس نفرت کو نظر انداز کر کے مدعو کے دل میں پوشیدہ روح تک آسمانی کتاب کی آواز کو پہنچانا ہی انبیاء کا کام تھا اور آج بھی اُس روح تک اللہ کا کلام پہنچانا ہمارا دینی فریضہ ہے۔

نومسلم یاسر قبول اسلام کے بعد صرف ایک روایتی مسلمان ہی نہیں رہے بلکہ آخرت سے بے خبر لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرتے اور ایک اللہ کی طرف سب کو دعوت دیتے رہے۔ بعض لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور بعض لوگوں نے روگردانی کر کے مخالفت شروع کر دی۔ مخالفین سے یاسر بڑے نرم انداز میں پوچھتے کہ بھائیو! ہم سب مل کر اندھیری رات میں ایک راستے سے گزر رہے ہیں، کسی کے پاس روشنی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ قریب میں ایک بڑا خطرناک گڑھا آنے والا ہے لیکن میرے سوا کسی کو اس کا علم نہیں ہے کہ وہ گڑھا کدھر آئے گا اور کب آئے گا؟ تو ایسی صورت میں کیا گڑھے سے بچا کر آپ کو آگے لے جانا میرا فرض نہیں؟ لوگ کہتے کہ ہاں! یقیناً۔ پھر یاسر انہیں نرمی اور حکمت سے دین کی باتیں سمجھاتے اور بتاتے کہ یہی کامیابی کا راستہ ہے نومسلموں کا یاسر نے بڑا تعاون کیا اور اُن کو بھرپور سہارا دیا، وہ ایک ماہرِ فن سنار تھے۔ تقریباً ایک سو سے زائد لوگوں کو انہوں نے اپنا فن سکھایا اور اُن کی معاشی زندگی کو بہت بہتر بنا دیا۔ اس طرح وہ عزت کی زندگی گزارنے لگے۔

ایک دن بستی کے مسلمانوں نے اُن سے کہا کہ اگر آپ دعوتی کام کو جاری رکھیں گے تو نتیجے میں بڑی مصیبت میں پھنس سکتے ہیں اور ایسی صورت میں مسلمان آپ کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ اس پر یاسر نے جواب دیا: کسی مسلمان کی مدد کے بھروسے پر میں نے اسلام قبول نہیں کیا ہے بلکہ ربِ کائنات کے بھروسے پر میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر وقت میرے ساتھ ہے اور وہ میری مدد کے لیے کافی ہے۔

یاسر کی روز بروز بڑھتی ہوئی دعوتی سرگرمیوں کی وجہ سے غیر مسلم شدت پسندوں کے کیمپ میں بڑی بے چینی اور پریشانی پھیل گئی اور مسلمان آنے والے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے یاسر کو اپنی دعوتی سرگرمیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن یہ کہہ کر سب لوگوں کو خاموش کر دیا کرتے کہ ہم لوگوں کو شاید شہادت کی فضیلت معلوم نہیں ہے نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت ہی کا درجہ ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ شہادت حاصل کرنے کی دعا کرتا رہتا ہوں۔

یاسر کی دعوتی کوشش سے شدت پسندوں کے کئی خاندان مسلمان ہوگیے۔ اُن میں سے ایک خاندان قبولِ اسلام کے لیے تیار ہوگیا لیکن رُکاوٹ یہ تھی کہ اُس خاندان کا (بجو) نامی ایک نوجوان شدت پسندوں کے ایک گروہ کا سرغنہ تھا۔ وہ اتنا شدت پسند تھا کہ اُس کا گھر مسلمانوں کے محلے کے درمیان ہونے کے باوجود اذان کا کھلے طور پر مذاق اڑاتا تھا لیکن اتنے سخت متعصب شخص کو بھی یاسر کی دو گھنٹوں کی گفتگو نے اس قدر متاثر کر دیا کہ وہ بھی مسلمان ہوگیا اور اُس کا نام عزیز رکھا گیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ عزیز بھی یاسر کی طرح شہادت کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے بے تاب رہنے لگا۔ بجو کے قبولِ اسلام کی خبر شدت پسندوں کے حلقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور وہ لوگ انتہائی غضبناک ہو کر دھمکیاں دینے لگے، لیکن یاسر نے اُن دھمکیوں کی کوئی پروا نہیں کی۔

ایک دن شدت پسندوں کا ایک فرد یاسر سے کہنے لگا کہ تم ہماری شاکھا (آفس) میں آؤ گے تو اپنا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ یاسر نے فوراً پوچھا: آپ کی شاکھا کدھر ہے؟ پھر دوسرے ہی دن یاسر اُن کی شاکھا میں پہنچ گئے اور اندر اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی، وہ نوجوان باہر آیا اور حیرت کے ساتھ یاسر کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا: ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنے بہادر ہو، حقیقتاً تم عجیب انسان ہو''۔

آخر کار 17 اگست 1998ء کو آدھی رات کے وقت اس گروہ کے بعض لوگوں کے ہاتھوں یاسر کو شہادت کا بلند مرتبہ حاصل ہوگیا۔ ان کے بدن پر تلوار کے چھبیس زخم تھے۔ ایک وار اتنا سخت تھا کہ سر پھٹ کر اُن کا دماغ باہر نکل گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ یاسر کی اِس عظیم قربانی کو قبول فرما کر شہداء کی صف میں انہیں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

یاسر کی دعوتی سرگرمیوں میں بڑا اعتدال تھا۔ ضلع کے پولس سپرنٹنڈنٹ نے بھی جس کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ یاسر نے ایک بات کو حق سمجھا تو اُسے کھلے دل سے سب کے سامنے پیش کیا اور اُسی حق کے راستے کی طرف اس نے سب کو دعوت دی۔ وہ نہ بنیاد پرست تھا نہ آتنک وادی بلکہ وہ خدا پر ایمان رکھنے والا انسان تھا۔

یاسر کی دعوتی کوششوں سے کیرلا میں ۴۰ غیر مسلم خاندان مسلمان ہوئے ہیں۔ یاسر کی شہادت نے اُن کی بیوی کے ایمان کو اور بھی مضبوط کر دیا۔ یاسر اپنے شوقِ شہادت کا ذکر اپنی بیوی سے برابر کرتے رہتے تھے۔ شہادت کا یہ مبارک سلسلہ صحابیِ رسول حضرت یاسر کے خاندان سے شروع ہوا اور ہر دور میں ہزاروں یاسر پیدا ہوتے اور جامِ شہادت نوش کرتے رہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

(بشکریہ ماہنامہ ''راہِ اعتدال'' انڈیا)

دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی اور وقت کی اہمیت

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف

قسط 4

وقت کیا ہے ؟

بعض اسکالر کہتے ہیں کہ ماضی، حال اور مستقبل کے شب وروز کا نام ''وقت'' ہے ۔ جس میں تینوں زمانوں کے سال، مہینے، گھنٹے، منٹ اور سیکنڈ شامل ہیں ۔ لوگ جب وقت کے بارے میں سوچتے ہیں تو ان کی نگاہیں گھڑی اور کلینڈر پر مرکوز ہوجاتی ہیں جس سے مدت کا شمار ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ وقت کا سطحی نظریہ ہے۔ جن لوگوں نے بھی اعلی تخلیقی کام انجام دیے، انہوں نے اپنے آپ کو گھنٹے، منٹ اور سیکنڈ کے حصار میں مقید نہیں کیا۔ بلکہ وہ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اپنے عمل کی تکمیل کی تمنا کرتے رہے ہیں۔ ایسے لوگ وقت کی گہرائی میں جا کر زندگی کی قدر وقیمت کا تعین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک وقت، گھڑی اور کلینڈر میں مقید نہیں ہے بلکہ مقصد کے حصول کے لیے انسان کے جوش وانہماک اور کمال سرگرمی تک میں شامل ہے۔ ایسے افراد مقاصد واہداف کے حصول کے لیے عزم راسخ، عمل پیہم، خود اعتمادی اور یقین محکم پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں وقت کا وجود یا عدم وجود کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ان کا اندازہ کتنا صحیح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کو ایک ہفتہ میں پورا کرنے کا ارادہ کرلے تو اس کے لیے ایک ہی ہفتہ درکار ہوگا ۔ اگر اسے دس دن کا وقت دے دیا جائے تو کام کی تکمیل دس دنوں میں ہوگی ۔ اس حالت میں تین دن کا خسارہ کتنا عظیم خسارہ ہے؟

وقت کی خاصیت

سب سے دراز مگر سب سے مختصر، سب سے تیز رفتار مگر سب سے سست رفتار کون سی چیز ہے؟ اس سے غافل رہنے والا کف افسوس ملتا ہے، اس کی بے قدری کرنے والا نقصان اٹھاتا ہے۔ یہ انمول سرمایہ ''وقت'' ہے۔ یہ کاہلوں کو فراموش کردیتا ہے اور محنت کشوں کو زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ یہ دراز ہے کیوں کہ اسے ازل سے ابد تک مداومت حاصل ہے۔

یہ مختصر ہے کیوں کہ کسی کے پاس زندگی کے تمام کاموں کو انجام دینے کا وقت نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے تیز رفتار ہے جو مسرور وشاداں ہیں۔ اور ان کے لیے سست رفتار ہے جو غم ومصیبت میں گرفتار ہیں۔

اس کے بغیر کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ یہی وہ تماشا گاہ ہے جس میں ہر کوئی سانس لے رہا ہے۔ وقت ایسا انمول سرمایہ ہے جس پر زندگی کا انحصار ہے۔

یہ لا پرواہوں کو طاق نسیاں میں سجا دیتا ہے اور اپنے قدر دانوں کو ابدی شہرت دیتا ہے۔

تضییع اوقات ایک سنگین جرم ہے بلکہ قتل عمد ہے۔ کسی کو اگر کسی کی بیخ کنی مقصود ہو تو اس کی موت کی تمنا کیوں نہیں کرتا؟ جب کوئی کہتا ہے: ''میرے پاس وقت نہیں'' گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ ''میرے پاس اس سے زیادہ دوسرے ضروری کام ہیں''۔

وقت کی اہمیت

وقت ہی اصل سرمایہ ہے جو تیزی سے گذر رہا ہے۔ انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جو فرد، گروہ یا قوم اس صفت سے خالی رہی یعنی ''وقت'' کی قدر نہیں کی وہ خسارہ میں رہی۔ جو زمانہ (وقت) اب گزر رہا ہے وہ ماضی کی داستان پارینہ بن جائے گا۔ حال کا زمانہ جو اب گزر رہا ہے، یہ وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص اور قوم کو دنیا میں کسی کام کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ اگر وہ تعمیری، دعوتی، اصلاحی اور فکری کام میں ان اوقات کو نہیں گزارتا ہے تو خسارہ کا سودا کرتا ہے۔

جو لوگ وقت کو گھڑی کے ڈائل تک محدود کرتے ہیں اگر وہ سیکنڈ کی سوئی کو حرکت کرتے ہوئے دیکھیں تو اس کی قیمت کا اندازہ ہوجائے گا ۔ حالاں کہ ایک سیکنڈ بھی وقت کی بہت بڑی مقدار ہے۔ اسی ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا راستہ طے کرلیتی ہے۔ اور کائنات میں ایسی چیز بھی ہوسکتی ہے جو اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ہو اور وہ ابھی تک ہمارے علم میں نہ آئی ہو۔

اگر ہم وقت کے گزرنے کی رفتار وہی سمجھ لیں جو گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی کے چلنے سے ہم کو نظر آتی ہے اور اس بات پر غور کریں کہ جن کاموں میں ہم مشغول رہتے ہیں سب کچھ اسی محدود مدت عمر میں وقوع پذیر ہوتا ہے تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ تو یہی ''وقت'' ہے۔

ایک منٹ کی قدر وقیمت

ہم سب کسی نہ کسی مرحلہ پر یہ فقرہ سنتے ہیں لیکن ہم نے آج تک ایک منٹ میں ہونے والی تبدیلیوں پر غور نہیں کیا۔ ایک منٹ بذات خود نہایت حقیر اور معمولی وقفہ ہے لیکن غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک منٹ میں انسان بہت کچھ کرسکتا ہے:

- انسان ایک منٹ میں 200 گز چل سکتا ہے، 250 الفاظ بول سکتا ہے، 400 گز دوڑ سکتا ہے۔
- 40 الفاظ لکھ سکتا ہے اور 300 سے زائد الفاظ بول سکتا ہے۔
- انسان ایک منٹ میں 410 مکعب انچ ہوا اپنے پھیپھڑوں کے اندر لے جا کر باہر نکال سکتا ہے۔
- ایک منٹ میں اس کا دل تقریبا ساڑھے چھ سیر خون رگوں میں بھیج دیتا ہے۔
- ایک منٹ میں خون جسم کے کونے کونے کا چکر لگا کر دل میں واپس آجاتا ہے۔
- صحتمند آدمی کا دل ایک منٹ میں ۷۲ بار دھڑکتا ہے۔
- آدمی ایک منٹ میں 18 مرتبہ سانس لیتا ہے۔

یہ تو تھیں ایک منٹ میں انسانی جسم میں رونما ہونے والی تبدیلیاں۔ اب اگر ہم دنیا پر نظر ڈالیں تو ہمیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ:

- زمین ایک منٹ میں اپنے محور کے گرد 950 میل چکر لگاتی ہے۔
- ایک منٹ میں سمندر 35 ہزار ٹن میٹھا پانی دریاؤں سے حاصل کرتے ہیں۔
- دنیا کی آبادی میں ایک منٹ میں 100 افراد کی موت اور 114 نفوس کی پیدائش ہوتی ہے۔
- لوگ ایک منٹ میں 63 ہزار 800 گیلن پانی پیتے ہیں جب کہ 4 ہزار ٹن خوراک کھائی جاتی ہے۔
- کانوں سے ایک منٹ میں 3 ہزار 300 ٹن کوئلہ نکالا جاتا ہے۔

اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ صرف 60 سیکنڈ میں ہوتا ہے جن کی ہمیں کوئی قدر نہیں۔ (جاری)

نیند سے جاگنے کے آداب

1. صبح جلد سے جلد بیدار ہونا چاہیے یہ ایک بابرکت وقت ہے : اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’متقی لوگ رات میں بہت کم سوتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں‘‘۔ (الذاریات:۱۸) اللہ تعالیٰ نے فجر کے وقت کی قسم کھائی ہے اور اس نام کی قرآن میں ایک سورت بھی ہے، جس سے اس وقت کی اہمیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت میں برکت کی دعا فرمائی ہے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُکُوْرِھَا۔ ’’اے اللہ! میری امت کے لیے اس کے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما‘‘۔
(ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، صحیح ابن حبان، صحیح الجامع:۱۳۰۰)

2. نیند سے بیدار ہونے کے بعد اللہ کا ذکر کرے :

● حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِيْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَااَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ (بخاری) ’’تمام تعریف اور شکر اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں سلانے کے بعد بیدار کیا اور (مرنے کے بعد) دوبارہ اٹھ کر اس کی طرف جانا ہے‘‘۔

● ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ عَافَانِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَ رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَ اَذِنَ لِيْ بِذِکْرِہٖ۔ ’’تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے میرے جسم میں عافیت دی اور میری روح مجھے واپس کی، اور مجھے اپنے ذکر کی اجازت دی‘‘۔ (صحیح ترمذی)

3. نیند سے بیدار ہونے کے بعد تین بار ناک جھاڑے :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَنَامِہٖ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیَاشِیْمِہٖ ’’جب تم میں کا کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو تین بار ناک جھاڑے اس لیے کہ شیطان اس کے نتھنوں میں رات گزارتا ہے‘‘۔ (بخاری، مسلم)

4. نیند سے بیدار ہونے کے بعد پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین بار اچھی طرح ہاتھ دھولے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا ثَلَاثًا فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِيْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ۔ ’’جب کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو اپنے ہاتھ کو (پانی کے) برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے تین بار دھولے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ کہاں رات گزارا ہے‘‘۔ (مسلم)

5. نیند سے بیدار ہونے کے بعد منہ اور دانت کو اچھی طرح صاف کرے :

● حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: کَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ۔ ’’رسول اللہ ﷺ جب رات میں نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے اچھی طرح رگڑ کر صاف کرتے تھے‘‘۔
(بخاری، مسلم)

● ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: کَانَ لَا یَنَامُ اِلَّا وَالسِّوَاکُ عِنْدَہٗ فَاِذَا اسْتَیْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاکِ۔ ’’رسول اللہ ﷺ جب سو جاتے تو مسواک اپنے پاس رکھ لیتے اور جب نیند سے بیدار ہوتے پہلے مسواک کرتے‘‘۔
(مسند احمد:۵۹۷۹)

● ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات یا دن میں جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

6. پاکی صفائی اور وضو سے فارغ ہوکر نماز فجر ادا کرے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’انسان جب سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے، ہر گرہ پر یہ تصور بٹھا دیتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے لہذا سوئے رہو، اگر بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے (دعا پڑھے) تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، اب وہ (نیکیوں میں) چست اور طیب النفس (خوش دل) ہو جاتا ہے ورنہ خبیث النفس (بددل، بیزار) اور (نیکیوں میں) سست ہو جاتا ہے‘‘۔ (بخاری مسلم)

7. فجر صادق کے بعد بلاوجہ دوبارہ سونے سے پرہیز کرے : یہ ایک بابرکت وقت ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو چاشت کے وقت سوتے دیکھا تو فرمایا: اٹھو! کیا ایسے وقت سوتے ہو جب روزیاں تقسیم ہوتی ہیں؟۔ لوگ فجر کے بعد روزی کی طلب میں اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں لہذا ایسے وقت سونا عادت کے خلاف ہے۔
(الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ لابن المفلح:۲/۲۵۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو چاشت کے وقت سوتے دیکھا تو فرمایا: اٹھو! کیا ایسے وقت سوتے ہو جب روزیاں تقسیم ہوتی ہیں؟۔ لوگ فجر کے بعد روزی کی طلب میں اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں لہذا ایسے وقت سونا عادت کے خلاف ہے۔

☆ قیلولہ کرنا:

● دوپہر کے وقت سونا چاہے نیند آئے یا نہ آئے، اس کو قیلولہ کہتے ہیں، یہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ ہر دن دوپہر کے وقت قیلولہ کرتے، جس کا ذکر سورہ نور (آیت ۵۸) میں بھی ہے کہ دوپہر (قیلولہ) کے وقت جب لوگ اپنے عام کپڑے نکال کر سوتے ہیں تو ایسے وقت گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ بھی قیلولہ کیا کرتے تھے اور جب آپ قباء جاتے تو انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ام حرام کے گھر میں قیلولہ کرتے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر آتے تو ام انس آپ کے لیے چادر بچھا دیتیں جس پر آپ قیلولہ کرتے، علی رضی اللہ عنہ ایک بار فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوکر مسجد میں جا کر قیلولہ کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچے اور ابوتراب کہہ کر جگایا کیوں کہ ان کے بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: کُنَّا نُبَکِّرُ بِالْجُمُعَۃِ وَ نَقِیْلُ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ۔ ’’ہم پہلے (وقت میں) جمعہ کی نماز پڑھ لیتے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے‘‘۔ (بخاری)

● بعض سلف سے منقول ہے کہ: قیلولہ کی نیند عقل و سمجھ میں اضافہ کرتی ہے اور موسم گرما کا قیلولہ دواء ہے۔
(الآداب الشرعیۃ لابن المفلح ۳/۲۵۱،۲۵۲)

● دوپہر کا قیلولہ قیام اللیل کے لیے مدد معاون ہے لیکن قیلولہ کی نیند مختصر ہونی چاہیے تاکہ رات کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

مراجع

۱۔ کتاب الآداب۔ فؤاد بن عبدالعزیز الشلہوب۔
۲۔ النوم آدابہ وأسرارہ۔ دکتور محمد بن عبداللہ القناص۔
۳۔ الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ لابن المفلح۔
۴۔ غذاء الالباب شرح منظومۃ الآداب للسفارینی۔
۵۔ الآداب الشرعیۃ (محاضرات الدکتور عبداللہ الباتلی)۔
۶۔ فہم حدیث۔ میاں محمد جمیل ایم اے۔

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

سونے کے آداب

گذشتہ شمارہ میں ہم نے سونے سے متعلق اسلامی آداب بیان کیا تھا پھر سونے سے قبل پڑھنے کی نبی کریم ﷺ سے ثابت دوقسم کی دعاؤں میں سے پہلی قسم قرآنی آیات اور سورتوں کا ذکر بھی کیا تھا۔ ان شاء اللہ اس شمارے میں ہم سونے اور جاگنے سے متعلق آداب کا تتمہ پیش کریں گے۔

اللهم أسلمت نفسي
إليك ووجهت وجهي
إليك وفوضت أمري
إليك وألجأت ظهري
إليك رغبة ورهبة إليك
لا ملجأ ولا منجى منك
إلا إليك آمنت بكتابك
الذي أنزلت ونبيك
الذي أرسلت

دوسری قسم: عام مسنون دعائیں

● اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ آوَانَا وَ کَمْ مِمَّنْ لَا کَافِيَ لَهٗ وَ لَا مُؤْوِيَ۔ "ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری ضرورت کو پورا کیا، اور ہمیں ٹھکانا دیا، کتنے ایسے لوگ جن کی نہ کوئی ضرورت پوری کرنے والا ہے اور نہ انہیں کوئی ٹھکانا دینے والا ہے"۔ (مسلم)

● بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَ بِکَ اَرْفَعُهٗ فَاِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَ اِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ۔ (بخاری، مسلم) "میرے پروردگار! تیرے نام سے اپنا پہلو رکھ دیا اور تیرے نام سے اٹھاؤں گا، اگر تو میری روح قبض کرلے تو اس پر رحم فرمانا، اگر اس کو واپس بھیج دے تو اس کی ایسے حفاظت کرنا جیسے تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے"۔ (بخاری مسلم)

● بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَ اَحْیَا (بخاری، مسلم) "اے اللہ میں تیرا نام لے کر سوتا ہوں اور تیرا نام لے کر جاگتا ہوں"۔

● اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَ اَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَکَ مَمَاتُهَا وَ مَحْیَاهَا، اِنْ اَحْیَیْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَ اِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ (مسلم، احمد) "اے اللہ! تو نے ہی میری جان کو پیدا کیا اور تو ہی اسے موت دے گا۔ اس کی زندگی اور موت تیرے ہی لیے ہے، اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت فرما، اور اگر اسے موت دے تو اسے بخش دے، اے اللہ میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں"۔

● اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔ "اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرے گا"۔ (ابوداؤد، ترمذی، صححه الالبانی)

● سُبْحَانَ اللّٰہِ: ۳۳بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: ۳۳بار اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ: ۳۴بار۔ (بخاری، مسلم) فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس غلام آئے ہیں لہذا چکی پینے کی وجہ سے ہاتھوں میں جو تکلیف تھی اس کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ایک خادم مانگ کر لے جائیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم جو چیز مانگ رہی ہو کیا اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ ہر نماز کے بعد اور سونے کے وقت: (سُبْحَانَ اللّٰہِ: ۳۳بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: ۳۳بار اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ: ۳۴بار) پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے (بخاری، مسلم) یعنی اس کے پڑھنے سے روز مرہ کے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔

● **سب سے آخر میں یہ دعا پڑھے اور سو جائے:** اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ، وَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْکَ، وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ، وَ اَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ، رَغْبَةً وَ رَهْبَةً اِلَیْکَ، لَا مَلْجَاَ وَ لَا مَنْجَیٰ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ، آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ بِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ "اے اللہ میں اپنی جان کو تیرے سپرد کر دیا، اپنے چہرے کو تیری طرف پھیر دیا، اپنے معاملے کو تیرے حوالے کیا، اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دے دیا، تیری رغبت میں اور تیری خشیت میں۔ تیرے سوا نہ کوئی جائے پناہ ہے اور نہ کوئی جائے نجات ہے، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جسے تو نے نازل فرمایا ہے، اور تیرے نبی پر جنھیں تو نے بھیجا ہے"
(بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا پڑھ کر سونے کے لیے کہا پھر اس سے فرمایا: "اگر تو اس رات مر جائے تو فطرت (اسلام) کی موت مرے گا اور اگر صبح کرے تو تجھے خیر اور بھلائی حاصل ہوگی"۔ (بخاری، مسلم)

● **رات میں اگر نیند کھل جائے تو یہ دعا پڑھے:** لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ، پھر [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي] کہے یا کوئی عام دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی قبول ہوتی ہے (بخاری، ترمذی، ابوداود، ابن ماجه)

☆ **اگر نیند میں ڈر جائے تو یہ دعا پڑھے:** اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَنْ یَحْضُرُوْنِ (ابوداود، ترمذی: صحیح) "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے اس کی ناراضی اور اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے"۔

☆ اگر اچھا خواب دیکھے تو یہ اس کے لیے اللہ کی جانب سے خوشخبری ہے، لہذا جس کو وہ پسند کرے اور جس پر اسے بھروسہ ہو صرف اسی سے ذکر کرے۔ اور اگر بُرا خواب دیکھے تو مندرجہ ذیل کام کرے:

- اپنی بائیں جانب تین بار پھونک مارے۔
- پھر تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم پڑھے۔
- پھر جس پہلو پر وہ سویا ہے اسے بدل کر دوسری کروٹ پر سو جائے۔
- اگر چاہے تو اٹھ کر نماز پڑھ لے، یہ بہت ہی اچھا ہے۔
- بُرا خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ ان ہدایات پر عمل کرلے تو اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچے گا (بخاری، مسلم)

میں نے تیرے رسول کے فرامین ان تک پہنچا دیے، یہ لوگ میرے ساتھ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کی خبر تو اپنے رسول تک پہنچا دے"۔ اس کے بعد آپ نے اپنے قتل کے لیے جمع شدہ کافروں کے حق میں بددعا کرتے ہوئے فرمایا "یا اللہ! تو ان لوگوں کو اچھی طرح گن لے، انہیں تتر بتر کر کے قتل کر دے، اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ مت چھوڑ"۔ یہ اتفاق تھا یا آپ کی بددعا کا اثر کہ آپ کے قتل میں جو بھی شریک تھا سب کے سب چند سال کے عرصے میں متفرق قتل کر دیے گے۔

صاحب مغازی محمد بن اسحاق کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب ؓ نے حضرت سعید بن عامر جمحی ؓ کو ملک شام کے ایک علاقے کا گورنر بنا کر روانہ فرمایا، وہاں کے لوگوں نے ان کے خلاف دربار خلافت میں یہ شکایت پہنچائی کہ سعید بن عامر مرگی کے مرض میں مبتلا ہیں اور انہیں اس کے دورے پڑتے رہتے ہیں، بسا اوقات جب وہ قوم میں فیصلے کر رہے ہوتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے انہیں پیشی کے لیے لکھا، جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو ان سے پوچھا: یہ آپ کو کونسا مرض لاحق ہے؟ انہوں نے جواب دیا: "امیر المومنین! واللہ مجھے کوئی مرض نہیں ہے لیکن میں جس وقت سیدنا خبیب ؓ کو سولی پر چڑھایا جا رہا تھا اس جگہ موجود تھا اور میں نے ان کی بددعا کو اپنے کانوں سے سنا تھا، بخدا! آج بھی جب وہ نظارہ میری آنکھوں میں گھوم جاتا ہے تو دل پر ایسی رقت طاری ہو جاتی ہے کہ اس کے اثر سے بے ہوش ہو جاتا ہوں"۔ اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی نظر میں ان کی عزت و توقیر مزید بڑھ گئی۔ (سیرت ابن ہشام)

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کی بددعا

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سابقین اولین میں نمایاں مقام کے حامل اور وہ ساتویں شخص ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ سیدنا عمر ؓ کے زمانے میں آپ نے عراق فتح کیا، اور آپ نے ہی سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے حکم پر عراق کا مشہور شہر کوفہ آباد کیا۔

کوفہ کے لوگ اپنی خیانت اور بدعہدی میں ہر دور میں ممتاز رہے ہیں، جس وقت آپ کوفہ کے گورنر تھے، اہل کوفہ نے آپ کی شکایت دربار خلافت میں پہنچائی کہ انہیں صحیح طور پر نماز پڑھانا بھی نہیں آتا۔ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے آپ کو طلب کیا اور فرمایا: اے ابو اسحاق! یہ لوگ اس بات کے شاکی ہیں کہ آپ انہیں ٹھیک طور پر نماز نہیں پڑھاتے"۔

سیدنا سعد بن وقاص ؓ نے جواب دیا: "اللہ کی قسم! میں انہیں بالکل رسول اکرم ﷺ کی نماز پڑھاتا ہوں اور اس میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا، پہلی دو رکعتوں میں لمبی قراءت کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں کو مختصر پڑھاتا ہوں"۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا: "ابو اسحاق! مجھے آپ سے یہی امید تھی"۔ پھر آپ نے اس شکایت کی تحقیق کے لیے کچھ صحابہ کرام کو سیدنا سعد ؓ کے ساتھ روانہ کیا۔ اس تحقیقی وفد نے کوفہ کی ہر مسجد کا دورہ کیا اور سیدنا سعد ؓ کے متعلق لوگوں کی رائے دریافت کی، تمام نے آپ کے حسن عمل کی تعریف کی، پھر یہ وفد بنو عبس کی مسجد آیا اور وہاں لوگوں سے دریافت کیا، ان میں سے ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: "اگر آپ لوگ ان کے متعلق ہماری رائے جاننا ہی چاہتے ہیں تو سن لیں کہ: "سعد میدان جنگ میں فوج کے ہمراہ نہیں چلتے، نہ مال غنیمت ٹھیک طور پر تقسیم کرتے ہیں اور نہ ہی فیصلوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں"۔

"یا اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے صرف دکھاوے کے لیے یا لوگوں میں شہرت و ناموری کے لیے کھڑا ہوا ہے، تو تو اس کی عمر دراز کر دے، اس کی محتاجی کو لمبی کر دے، اور اسے فتنوں میں مبتلا کر دے"۔ راوی حدیث کہتے ہیں: "اس شخص نے بڑی لمبی عمر پائی، وہ گلیوں میں لوگوں سے بھیک مانگا کرتا تھا اور لوگوں کے پوچھنے پر بتلاتا تھا: "میں ایک مصیبت میں مبتلا بوڑھا ہوں" مجھے سیدنا سعد بن وقاص ؓ کی بددعا نے تباہ کر دیا ہے"۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے جب اس شخص کے ان جھوٹے اتہامات کو سنا تو فرمایا: "اللہ کی قسم! میں اس شخص کے حق میں تین طرح کی بددعائیں کروں گا: "یا اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے، صرف دکھاوے کے لیے یا لوگوں میں شہرت اور ناموری کے لیے کھڑا ہوا ہے، تو تو اس کی عمر دراز کر دے، اس کی محتاجی لمبی کر دے، اور اسے فتنوں اور آزمائشوں میں مبتلا کر دے"۔

راوی حدیث کہتے ہیں: "اس شخص نے بڑی لمبی عمر پائی، وہ گلیوں میں لوگوں سے بھیک مانگا کرتا تھا، اور لوگوں کے پوچھنے پر بتلاتا تھا: "میں ایک مصیبت میں مبتلا بوڑھا ہوں، مجھے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کی بددعا نے تباہ کر دیا ہے"۔ جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں: "میں نے اسے اس حال میں دیکھا ہے کہ کبر سنی کی وجہ سے اس کی بھوئیں آنکھوں پر آ گری تھیں، ایسے عالم میں بھی وہ راستے میں آنے جانے والی لڑکیوں سے چھیڑ خانی کیا کرتا تھا"۔
(متفق علیہ)

سیدنا سعید بن زید ؓ کی بددعا

جلیل القدر صحابی سیدنا سعید بن زید ؓ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، یہ سیدہ فاطمہ بنت خطاب ؓ کے شوہر اور سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے بہنوئی ہیں، اور ان لوگوں میں سے ہیں جو اسلام کی آمد سے قبل ہی بت پرستی سے کنارہ کش ہو چکے تھے، سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے اسلام لانے کے واقعے میں انہوں نے اپنے اسی بہنوئی اور بہن کی پٹائی کی تھی۔ ان کے متعلق اروی بنت اوس نے مروان بن حکم حاکم مدینہ کے دربار میں یہ شکایت پہنچائی کہ سیدنا سعید بن زید ؓ نے اس کی زمین کے ایک حصے پر قبضہ کر رکھا ہے، مروان نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے مروان سے کہا: "کیا میں رسول اکرم ﷺ سے اس حدیث کو سننے کے بعد بھی اس کی زمین پر ناجائز قبضہ کر سکتا ہوں؟ مروان نے پوچھا: "آپ نے کونسی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین ظلم سے ہتھیا لیتا ہے تو اس کی وجہ سے قیامت کے دن سات زمینیں طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالی جائیں گی"۔ مروان نے کہا: "اب اس کے بعد آپ سے کوئی دلیل نہیں مانگوں گا"۔ سیدنا سعید بن زید ؓ نے اس عورت کو بددعا دیتے ہوئے کہا: "یا اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو تو اسے اندھا کر دے اور اسی کی زمین میں اسے مار دے"۔

راوی کہتے ہیں: "وہ اس وقت تک نہیں مری جب تک کہ اندھی نہیں ہو گئی، وہ دیواروں کو ٹٹولتی ہوئی چلتی تھی اور کہتی تھی: "مجھے سعید بن زید ؓ کی بددعا لگ گئی ہے۔ وہ اپنی ہی زمین میں موجود کنویں کے پاس سے گذر رہی تھی کہ اس میں گر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ یہی وہ زمین تھی جس کے متعلق اس نے سیدنا سعید بن زید ؓ پر جھوٹا مقدمہ قائم کیا تھا۔ (متفق علیہ)

اس لیے ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ خود بددعا کرنے سے بچیں اور دوسروں کی بددعا کا سبب بھی نہ بنیں بالخصوص والدین اور اساتذہ کی، کیونکہ ان کی بددعا ہمارے مستقبل کا بیڑہ غرق کر دے گی۔

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

بددعا اور اس کے ہمہ گیر اثرات

بددعا چند الفاظ سے بنا ایک چھوٹا سا لفظ ہے، جو زبان سے بڑی آسانی کے ساتھ ادا ہوجاتا ہے، لیکن اس کے اثرات انتہائی دوررس ہوتے ہیں، اس کے اثر سے آبادیاں ویرانوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں، دولت وثروت کے جھولوں میں جھولتے ہوئے خاندان فقیری ومحتاجی کی چکی میں پس کر سڑکوں اور بازاروں میں بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں، تندرست، توانا اور خوب صورت جسم بیماریوں کا شکار ہوکر ہڈیوں کا پنجر بن جاتے ہیں، اور حکومت واقتدار کی سرمستیوں سے جھومتے ہوئے سر ذلت ورسوائیوں کے عمیق غاروں میں گر کر اہل دنیا کے لیے عبرت وموعظت کا نشان بن جاتے ہیں۔

اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ (متفق علیہ)
''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے''۔

مظلوم کے دل کا ہر نالہ تاثیر میں ڈوبا ہوتا ہے
ظالم کو کوئی جا کر دے خبر، انجام ستم کیا ہوتا ہے
جب ظلم گزرتا ہے حد سے، قدرت کو جلال آجاتا ہے
فرعون کا سر جب اٹھتا ہے، موسیٰ کوئی پیدا ہوتا ہے

روئے زمین کی پہلی بددعا

سب سے پہلی وہ بددعا جس کے ہمہ گیر اثرات روئے زمین پر ظاہر ہوئے، اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول سیدنا نوح علیہ السلام کی بددعا تھی، آپ ابوالبشر ثانی ہیں، اس عظیم ہستی نے ساڑھے نوسو سال کی طویل عمر پائی، آپ دن اور رات چھپ چھپ کر، اور علی الاعلان ہر طرح دعوت حق دیتے رہے، ساڑھے نوسو سال کی کاوشوں اور شب وروز دعوتی تگ ودتاز کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہایت ہی قلیل لوگ جن کی تعداد تفاسیر میں چالیس سے لے کر اسی تک بیان ہوئی ہے ایمان لائے۔ اور اب ان سے زیادہ لوگوں کے ایمان لانے کی توقع بھی ختم ہوگئی، یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: ''اب آپ کی قوم کا کوئی فرد ایمان نہیں لائے گا، سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں، آپ ان کے کرتوت پر افسوس نہ کیجئے''۔ (ھود: ۳۶)

جب قوم کی شرارت حد سے زیادہ بڑھ گئی، اور ان کی طغیانیت اور سرکشی حدود پار کرگئی تو پھر آپ نے اللہ تعالیٰ

کے حکم سے اپنی قوم کے کافروں پر روئے زمین کی سب سے پہلی بددعا کی اور اپنی بددعا میں فرمایا: ''تو سرزمین پر کسی کافر کا گھر نہ رہنے دے، اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے، اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا، گناہ گار اور سخت کافر ہی ہوگا''۔ (نوح: ۲۷)

حضور پاک ﷺ کی بددعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں موجود تھے، اتنے میں ابوجہل کے دماغ میں ایک شیطانی تدبیر آئی اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا "کون ہے جو بنی فلاں کے محلے سے ذبح شدہ اونٹوں کی اوجھڑی لائے اور جس وقت آپ ﷺ سجدے میں جائیں تو اسے آپکی پشت پر رکھ دے"۔

قوم کا سب سے بدبخت شخص عقبہ بن ابی معیط اٹھا، اپنے ساتھیوں کی مدد سے اوجھڑی لایا اور جس وقت آپ ﷺ سجدے میں گیے تو اس نے آپ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے "میں یہ کریہہ منظر دیکھ رہا تھا لیکن اپنی بے بسی اور کمزوری کی وجہ سے آپ ﷺ کی کچھ مدد نہیں کرسکتا تھا اور ابوجہل اور اس کے ہمنشیں یہ المناک منظر دیکھ کر قہقہے مار مار کر ہنس رہے تھے، ان کی خوشی سنبھالے نہیں جارہی تھی، وہ ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہوکر ہنس رہے تھے۔ اس دوران آپ ﷺ حالت سجدہ میں رب رحیم سے مناجات میں مشغول تھے اور سر مبارک کو اٹھا نہیں رہے تھے۔ میں دوڑتا ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کی نور نظر حضرت فاطمہؓ کو اس کی اطلاع دی، ادھر سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور ادھر سے حضرت فاطمہؓ روتی ہوئی آئیں، ان دونوں نے مل کر اس اوجھڑی کو ہٹایا۔ آپ ﷺ نے اپنی نماز سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھائے، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر فرمایا "اے اللہ! ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو اپنی پکڑ میں لے لے"

آپ ﷺ نے ساتویں شخص کا بھی نام لیا جو مجھے یاد نہیں رہا، ان لوگوں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے بددعا کے یہ الفاظ سنے تو ان کی ہنسی ہوا ہوگئی، چہروں پر خوف اتر آیا اور انہیں یقین ہوگیا کہ اب وہ کسی بھی طرح آپ ﷺ کی بددعا کی زد سے بچ نہیں سکتے۔

راوی حدیث کہتے ہیں "اللہ کی قسم! جن جن کا نام آپ ﷺ نے لیا تھا ان کی مسخ شدہ لاشوں کو میں نے بدر کے اندھے کنویں میں پھینکا ہوا پایا'' (بخاری مع الفتح)۔

سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی بددعا

سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو بنی لحیان نے غداری کرکے مکہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا، ان کو حجیر بن ابی اہاب تمیمی نے خرید لیا، کیوں کہ آپ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا جو حجیر کا ماں کی جانب سے بھائی تھا، اس نے آپ کو اپنے گھر میں قید کردیا، تاکہ حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد آپ کو سولی پر چڑھا جائے۔ حجیر کی لونڈی سیدہ ماویہ (جو خفیہ طور پر مسلمان ہوچکی تھیں) کہتی ہیں: ''سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ہمارے گھر میں قید کیے گیے تھے، ایک دن میں نے انہیں اس حال میں دیکھا کہ ان کے ہاتھوں اور پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں انسانی سر کے برابر انگور کا خوشہ تھا حالانکہ اس وقت سارے عرب میں کہیں انگور کا موسم نہیں تھا''۔

پھر اہل مکہ آپ کو پھانسی دینے کے لیے مقام تنعیم پر لے گیے، پھانسی دینے سے پہلے ان کے جسم کو تیروں اور نیزوں سے چھلنی کردیا گیا، ایک بدبخت نے نیزے سے ان کے سینے کو چھیدتے ہوئے کہا: ''شاید اب تم یہ چاہتے ہوگے کہ تم کو چھوڑ دیا جائے اور تمہاری جگہ محمد پکڑ لیے جاتے''۔ آپ نے تڑپ کر جواب دیا: ''اللہ کی قسم! مجھے یہ بھی منظور نہیں کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور میری رہائی کے بدلے رسول اقدس کے قدم مبارک میں کانٹا بھی چبھویا جائے''۔ پھر آپ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: ''یا اللہ!

اسلامی نظامِ حیات اللہ کے قانون کے مطابق زندگی گزارنے سے وجود میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون بندوں تک دو ذریعوں سے پہنچتا ہے۔ ایک ''کتاب'' قرآن مجید اور دوسرے ''رسالت'' کتاب کی مستند تشریح جو رسول اللہ ﷺ نے ربِ کعبہ کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے قول وعمل میں پیش کی ہے۔ انہیں دو چیزوں کے مجموعہ کا نام اسلامی اصطلاح میں شریعت ہے اور یہی وہ اساسی دستورِ عمل ہے جس پر اسلامی نظامِ زندگی قائم ہوتا ہے .... اور پُر لطف وسعادتمند زندگی کے لیے یہی وہ نظامِ حیات ہے جس کے سوا کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں۔ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''جس کسی نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کیا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا'' (آلِ عمران ۸۵)

اسلامی نظامِ حیات کی خوبیاں

- اسلامی نظامِ حیات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ کسی انسان کے ذہن کی اختراع نہیں بلکہ خالقِ کائنات کے احکامات پر مبنی ہے۔ نبی اکرم ﷺ ایک طرف قرآن کریم لے کر آئے، تو دوسری طرف انسانوں کی رہنمائی کے لیے اُن احکامات پر عمل کر کے دکھایا۔
- اسلامی نظامِ حیات کی دوسری خوبی یہ ہے کہ یہ زندگی کا نہایت منظم ضابطہ ہے۔ حیاتِ انسانی کا کوئی گوشہ انفرادی، اجتماعی، قومی، بین الاقوامی، معاشی، سیاسی، معاشرتی اور قانونی ...اسلام کی ہدایت سے محروم نہیں ہے۔

اسلام انسان کی ہر انفرادی واجتماعی عمل کی راہ متعین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہٹ کر جتنے بھی نظام وضع ہوئے اُن میں سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی میں محض خارجی تبدیلی سے انقلاب لانا چاہتے ہیں لیکن اسلام کے نزدیک اصلاح کا نقطۂ آغاز ایمان ہے۔

جس سے مراد فکر ونظر اور دل ودماغ کی تبدیلی ہے۔ یہ نظریۂ حیات انسان کے دل ودماغ سے غیر اللہ کی عقیدت ومحبت ختم کر کے اللہ اور اس کے سچے رسول کی عقیدت اور محبت بھر دیتا ہے۔ جس سے انسان کی پوری شخصیت خود بخود بدل جاتی ہے۔

چنانچہ ایمان کی بنا پر ایک ایسا انقلاب برپا ہوتا ہے جہاں خلوت ہو یا جلوت، رات ہو یا دن، ہر لمحہ انسان خود اپنا نگہبان اور نگراں بن جاتا ہے۔ اسی انقلاب کا نتیجہ تھا کہ ایک صحابی حضور ﷺ کے پاس آکر کہتا ہے: یارسول اللہ! میں زنا کا مرتکب ہوا ہوں مجھ پر حد جاری کیجئے۔

کسی کو کسریٰ کا مال ملتا ہے تو اُسے خود لا کر بیت المال میں جمع کرا دیتا ہے۔

- اسلامی نظریۂ حیات کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ دین ودنیا کو الگ الگ نہیں رکھتا، اسلام نے انسان پر یہ فرض عائد کیا ہے کہ وہ اپنی ضروریاتِ زندگی کے لیے اللہ کے احکامات کی روشنی میں جدوجہد کرے اور اپنے اہل وعیال اور لواحقین کی دیکھ بھال کرے۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے ''تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس سے اسکے ماتحت کی بابت پوچھا جائے گا''

غرضیکہ اسلام ایک طرف انسان کی انفرادی زندگی کی اصلاح کا سامان کرتا ہے تو دوسری طرف اجتماعیت کو مربوط انداز میں فروغ دیتا ہے۔

صالح افراد صالح معاشرہ کو تشکیل دیتے ہیں اور صالح معاشرہ افراد کو ایسا ماحول مہیا کرتا ہے جس میں وہ اپنی فطرتِ صالحہ کا بجا طور پر تحفظ کر سکیں۔

لیکن آج افسوس کا مقام ہے کہ مومن ہونا اور مسلمان ہونا تو بعد کی بات ہے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کہلانے کے باوجود ہم انسانیت کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھ پائے اور نہ ہی انسانیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اور یہ نتیجہ ہے محسنِ انسانیت کی جانب سے عطا کردہ حکمتِ اصلاح پر عمل نہ کرنے کا۔

آج افسوس کا مقام ہے کہ مومن ہونا اور مسلمان ہونا تو بعد کی بات ہے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کہلانے کے باوجود ہم انسانیت کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھ پائے اور نہ ہی انسانیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اور یہ نتیجہ ہے محسنِ انسانیت کی جانب سے عطا کردہ حکمتِ اصلاح پر عمل نہ کرنے کا۔

جب تک دنیا میں آنحضرت ﷺ کی حکمتِ اصلاح پر عمل ہوتا رہا دنیا والوں نے اُس کے کرشمے دیکھے اور ایسا امن وامان قائم ہوا کہ اس کی نظیر کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات تھیں کہ ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، اور حضرت علیؓ شیر خدا بنے۔

آج ہمارے اردگرد کے حالات تشویشناک ہیں، امن وسلامتی درہم برہم ہو رہی ہے، اس کا سبب یہی ہے کہ ہم تعلیماتِ نبوی سے دور ہو چکے ہیں، آج ہماری زندگی کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہماری زندگی ہر لحاظ، ہر پہلو اور ہر ناحیہ سے غیر اسلامی ہو رہی ہے۔

تہذیب وتمدن کی ترقی مذہب کو راہ کا روڑا سمجھتی ہے۔ آج شریعتِ مطہرہ اور دینِ مصطفوی ﷺ کی دھجیاں اُڑائی جا رہی ہیں۔ آج جھوٹ ہر بات کی تمہید بن گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سوائے جھوٹ بولے کوئی چارہ نہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے، جو بصیر وعلیم ہے، ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے، ہماری نیتوں کو بھی جانتا ہے۔

اگر آج بھی دنیا والے سیرتِ نبوی کو اپنی زندگی کا لائحۂ عمل بنالیں تو اُن کے سارے انفرادی واجتماعی مسائل حل ہو جائیں اور پوری دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔

چوہدری محمد اعظم ۔مدیر تجاری (کویت)

سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی

مطالعہ کے دوران رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ذہن میں گھوم گئی۔ نبی ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا: پانچ حالتوں کو دوسری پانچ کے آنے سے قبل غنیمت جانو اور اُن سے فائدہ اٹھالو

- غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔
- غنیمت جانو تندرستی کو بیماری سے پہلے۔
- غنیمت جانو خوشحالی کو تنگ دستی سے پہلے۔
- غنیمت جانو فرصت کو مشغولیت سے پہلے۔
- غنیمت جانو زندگی کو موت سے پہلے

(جامع ترمذی)

الحمدللہ تعالی ہم مسلمان ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ہماری زندگی کہاں تک رسولِ مقبول، محسنِ انسانیت کے ارشادات، تعلیمات اور اُسوۂ حسنہ کے مطابق گذر رہی ہے۔ موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین کے قول وعمل سے مغایرت ومخالفت بڑھتی جا رہی ہے اور مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے اختیار کر رہے ہیں، روزمرہ کی زندگی میں جہاں تک دیکھئے ظاہر وباطن کا تضاد، منافقت، خوشامدی، ریاکاری، غیبت، حسد، عیب جوئی، تکبر، کینہ پروری، عام دیکھنے میں آرہی ہیں۔ ہماری عبادتیں روح سے خالی، ہمارا رہن سہن نمود ونمائش، ہمارے عادات واطوار مغرب زدہ اور ہم دین سے گریزاں اور دنیا سے شاداں نظر آرہے ہیں۔

اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں اور دنیا والوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کی طرف راغب کیا جائے۔ کیونکہ ہم سب کی دنیوی واُخروی کامیابی اتباعِ سنتِ رسول میں مضمر ہے۔ آپ کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت اور اخلاق وعادات سب پر محیط ہیں۔

محمد ﷺ سب کے لیے

رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کی بعثت ایک خاص زمانے، خاص علاقے، اور ایک معینہ مدت کے لیے ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت فرعون کی اصلاح کے لیے ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل کے لیے ہوئی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا" ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا" (العنکبوت ۱۴)

حضرت ہودؑ کے بارے میں فرمایا:" ہم نے قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا" (الاعراف ۶۵)

حضرت صالحؑ کے بارے میں ارشاد ہوا" اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا" (الاعراف ۷۳) اور حضرت شعیبؑ کے متعلق ارشاد ہوا "اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا" (الاعراف ۸۵) لیکن پیارے نبی ﷺ کے حق میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ ہم نے محمد ﷺ کو عربوں کی طرف یا قریش کی طرف نبی بنا کر بھیجا بلکہ آپ کے حق میں ارشاد ہوا "اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے" (سبا ۲۸) دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا:"ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے" (الانبیاء ۱۰۷) ان دونوں آیات میں خطاب آنحضرت ﷺ سے براہ راست ہے۔ گویا آپ کو نبوت کے منصب پر فائز فرما کر آپ کی دعوت کا میدان بھی بتا دیا گیا کہ آپ صرف ایک قبیلہ اور ایک شہر کے نبی نہیں بلکہ عالم انس وجن کے لیے بھیجے گئے۔ ہر قوم اور ہر لمحہ کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے، جب تک روئے زمین پر ایک سانس لینے والا رہے گا آپ ﷺ کا عرصۂ نبوت باقی رہے گا۔ آنحضرت ﷺ پر جو کتاب اُتاری گئی اُس کو آسمانی ہدایت کا آخری اور حتمی دستور بنایا گیا۔ آپ ﷺ کا زمانہ انسان کے بلوغ وعروج کا زمانہ ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت مکانی حیثیت سے دنیا کے ہر اُس حصہ پر محیط ہے جہاں سانس لیتا ہوا انسان پایا جاتا ہے یا پایا جائے گا۔ آپ ﷺ کی نبوت نے انسان کے تکمیل ہونے اور خلافتِ ارضی کا سزاوار ہونے کا اعلان کر دیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر قرآن کریم کا یہ اعلان ہوا" آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دینِ اسلام ہی پسند کیا" (المائدہ ۳)

اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں اور دنیا والوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کی طرف راغب کیا جائے۔ کیونکہ ہم سب کی دنیوی واُخروی کامیابی اتباعِ سنتِ رسول میں مضمر ہے۔ آپ کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت اور اخلاق وعادات سب پر محیط ہیں۔

دلوں پر فتح کیسے پائیں؟

ملکوں اور قوموں پر حکمرانی کی بابت تو ہم بار بار سنتے رہتے ہیں لیکن کچھ اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جو دلوں پر حکومت کرتے ہیں، اور پہلی ملاقات ہی میں دلوں کو جیت لیتے ہیں۔ اگر ہم بھی فاتح قلوب بننا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی دلوں پر فتح پانے کے وسائل کو اپنی عملی زندگی میں جگہ دینی ہوگی ۔ وہ وسائل کیا ہیں؟ پچھلے کالم میں ہم نے اُن میں سے ایک اہم وسیلہ ”تبسم اور مسکراہٹ“ کی وضاحت کی تھی۔ اس کالم میں مزید چند وسائل پیش خدمت ہیں :

سلام میں پہل کرنا

سلام میں پیش قدمی کرنے سے جہاں ایک طرف طبیعت میں انکساری پیدا ہوتی ہے تو دوسری طرف مخاطب کے دل پر اُس کا اثر نہایت گہرا ہوتا ہے بشرطیکہ سلام کے ساتھ گرم جوش مصافحہ بھی پایا جائے۔

سلام کرنے سے دلوں میں قربت پیدا ہوتی ہے، الفت ومحبت میں اضافہ ہوتا ہے، بغض وحسد، کینہ کپٹ، بدظنی اور دل کی دیگر بیماریاں کافور ہوتی ہیں۔

صحیح مسلم میں ارشادِ نبوی ہے ”......کیا میں تجھے ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اُس پر عمل پیرا ہو جاؤ تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی، وہ یہ کہ تم باہم سلام پھیلاؤ اور اُس کی اشاعت کرو“۔

بسا اوقات زمانے سے ایک شخص دوسرے کو دیکھتا آتا ہے لیکن سلام نہ کرنے کے باعث ایک طرح کی دوری بنی رہتی ہے جب ہی سلام کا لفظ زبان سے نکلتا ہے یکا یک یہ دوری نزدیکی میں بدل جاتی ہے۔

دلوں کو جیتنے کے لیے حضور پاک ﷺ نے اِس وسیلے کا بکثرت استعمال کیا، یہاں تک کہ جب آپ کا گزر بچوں کے پاس سے ہوتا تو آپ اُن کو بھی سلام کرتے تھے۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے پہلے خطبہ میں سلام ہی کو فروغ دینے کی دعوت دی تھی کیوں کہ وہاں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل مقصود تھا جس کے افراد الفت ومحبت کی لڑی میں پرو دیے گیے ہوں۔

لہذا اگر آپ دلوں کو جیتنا چاہتے ہیں تو سلام میں پیش قدمی کریں، گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ ومعانقہ کریں، پھر دیکھیں اُس کا اثر دلوں پر......

تحفے تحائف اور ہدیوں کا لین دین

ہدیوں کا تبادلہ دلوں کی صفائی کا بہترین ذریعہ ہے، اس سے روابط مستحکم ہوتے ہیں، الفت ومحبت میں اضافہ ہوتا ہے اور دلوں میں نیک جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ خود ہدیہ دیتے ، ہدیہ قبول کرتے ، اور ہدیہ پیش کرنے والے کو دعا دیتے تھے۔

یوں تو ہر طبقہ اور ہر میدان کے لوگوں کو ہدیہ کے ذریعہ رام کیا جا سکتا ہے تاہم جو تعلقات نہایت نازک ہوتے ہیں اور جنکے استحکام کی ہر وقت ضرورت ہے مثلاً میاں بیوی، والدین، اور رشتے داروں کے تعلقات تو انہیں مضبوط کرنے میں ہدیہ کلیدی رول ادا کرتا ہے۔

ہدیہ کا پیمانہ ہمیشہ خلوص پر مبنی ہوتا ہے، ہدیہ گوکہ معمولی قیمت کا ہو دل پر جادو کا سا اثر کرتا ہے، لہذا دلوں پر قابو پانے کے لیے ہر شخص کو اِس وسیلے کا استعمال کرنا چاہیے بالخصوص زوجین کے بیچ ہدیے کا باہمی تبادلہ ہوتے رہنا چاہیے۔ شوہر بیوی کو ہدیہ پیش کرے اور بیوی شوہر کو ہدیہ دے، اِس سے ازدواجی زندگی جنت نظیر بنی رہتی ہے۔ اگر بیوی یہ چاہتی ہے کہ شوہر کے دل کی کنجی اس کے ہاتھ میں ہو تو اِس نسخے کو آزما کر دیکھے، شوہر کے پیسے ہی سے ہدیہ خرید کر اُس کے دل پر قابو پا سکتی ہے۔

نرم وسنجیدہ گفتگو

کسی سے ملیں تو تواضع وانکساری سے ملیں، گفتگو میں سنجیدگی ہو، ناپ تول کر بات کریں، یاوہ گوئی، غیر مفید، اور لایعنی باتوں سے پرہیز کریں۔ باتوں میں ایسی شیرینی ہو کہ دل پر تیر کا سا کام کرے۔ مجلسوں اور نشست گاہوں میں بکثرت باتیں کر کے حاضرین پر اپنا رعب ڈالنے اور چھا جانے کی کوشش کرنا معیوب ہے، ایسی حرکت سے دلوں میں بیٹھا وقار بھی جاتا رہتا ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالی نے بندوں کو درست گفتاری کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

وقل لعبادی یقولوا التی ھی أحسن (الاسراء ۵۳) ”اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی باتیں منہ سے نکالا کریں“۔

اللہ کے رسول ﷺ کی پوری زندگی خوش گفتاری ونرم گوئی کا نمونہ تھی، آپ کی نرمی وآسانی ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرام آپ پر فریفتہ تھے، آپ پر جان چھڑکنا اپنی سعادت سمجھتے تھے، فاتح قلوب اور مربی اعظم ﷺ دلوں کو فتح کرنے کا ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ ہر ملنے والا آپ کی محبت کا اسیر بن جاتا اور آپکے اصحاب میں ہر ایک کو گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ آپ مجھ سے ہی محبت کرتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ بکثرت مجلس نبوی میں بیٹھا کرتے تھے، وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس توجہ اور خلوص کے ساتھ مجھ سے گفتگو فرماتے اور اتنا خیال رکھتے کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ شاید میں اپنی قوم کا سب سے بہتر آدمی ہوں۔ ایک دن اُن سے رہا نہ گیا اور اپنے حبیب کے سامنے ایک سوال کے ذریعہ اِس محبت کے احساس کو مؤکد کرنا چاہا چنانچہ محب کی زبان گویا ہوئی: من أحب الناس الیک یا رسول اللہ ”اے اللہ کے رسول! آپ کے نزدیک سب سے محبوب انسان کون ہے“......؟ آپ نے فرمایا: ”عائشہ“ انہوں نے کہا: مردوں میں...... آپ نے فرمایا: اُس کے باپ ابوبکر، انہوں نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: عمر۔ پوچھا: عمر کے بعد...... آپ نے چند دیگر صحابۂ کرام کا نام گنایا۔ کہتے ہیں پھر میں نے وضاحت کے ساتھ حقیقت معلوم کی تو آپ ﷺ نے بلا رورعایت صاف صاف بات کہہ دی۔ تب مجھے اپنی اِس حرکت پر نہایت شرم آئی اور میں دل ہی دل میں خیال کرنے لگا کہ لیتنی ماسالت ”کاش کہ میں نے آپ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا“۔ (ترمذی)

ہمیں بھی دلوں کو جیتنے کے لیے خوش گفتار بننا پڑے گا اور گفتگو میں سنجیدگی لانی ہوگی۔ واقعہ یہ ہے کہ کتنے لوگ علم، صلاحیت، اور تجربہ رکھنے کے باوجود بات کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے ملنے والے پر پہلی ملاقات ہی میں غلط چھاپ چھوڑ جاتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم اپنی گفتگو اور اسلوب بیان پر سنجیدگی سے غور کریں۔ (جاری)

سید عبدالسلام عمری (کویت)

کردار میں بڑی تاثیر ہے

ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ کا کردار بہت بلند تھا۔قرآن گواہی دیتا ہے

انک لعلی خلق عظیم (القلم ۴)

''اے نبی آپ کردار کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں''۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے اخلاق نبوی کی بابت جاننا چاہا تھا تو آپ نے مختصر یوں جواب دیا: کان خلقہ القرآن'' آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔یعنی آپ قرآن کے چلتا پھرتا نمونہ تھے۔خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے **بعثت لاتمم مکارم الاخلاق** ''میں بلند کردار کی تکمیل کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ نیز فرمایا: ''تم میں بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں''۔ رسول اقدس ﷺ کے اسی اخلاق کا اثر تھا کہ عرب جیسی اجڈ اور غیر مہذب قوم تہذیب وتمدن اور ہدایت کی علم بردار بنی۔ آپکے اسی کردار کی وجہ سے جانی دشمن بھی آپ ﷺ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے اور برضا ورغبت اسلام قبول کرلیتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نبوت ورسالت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ تھے،یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ اہل مکہ میں ''صادق'' اور ''امین'' کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔آپ بچپن ہی سے خوش اخلاق وخوش اطوار تھے۔خاندان کے بھی افراد آپ کو غیر معمولی محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور خاندان کی قابل فخر متاع خیال کرتے۔رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ کوئی بیمار پڑتا تو اسکی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اور کوئی فوت ہوجاتا تو اسکی نماز جنازہ میں شریک ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ بچوں،عورتوں اور ضرورت مندوں پر بے حد شفقت فرماتے۔ہر ملنے والے کو خندہ پیشانی سے سلام کرتے،ہر خیر کے کام میں پہل فرماتے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔عبادت کی اصل روح یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے کے کام آئے، دوسروں سے ہمدردی کرے،ضرورتمندوں کی خدمت کرے اوران کے دکھ درد میں شریک ہو۔

اچھے اخلاق اور عمدہ کردار کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ انسان کا معاملہ صاف ہو،کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے اور جو وعدہ کرے اسے پورا کرکے دکھائے۔نبی کریم ﷺ جہاں ضرورتمندوں کی خدمت کرتے اور انکے کام آتے وہیں ظالم سے انکے حق کو واپس بھی دلاتے۔مظلوموں کی درد بھری فریاد سننا اور اسکا بہترین حل بتانا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

تو لیجیے! سیرت طیبہ سے اخلاق نبوی کی سنہری جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے

- واثلہ بن الخطاب ؓ کا بیان ہے کہ رسول اقدس ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے،ایک شخص آیا،آپ ﷺ اسے جگہ دینے کے لیے ایک طرف سرک گئے۔اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! جگہ بہت ہے،آپ نے کیوں تکلیف فرمائی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب اسکا بھائی ملاقات کے لیے آئے تو اسے جگہ دینے کے لیے خود سرک جائے''۔ (بیہقی۔شعب الایمان)
- ایک صحابی کہتے ہیں کہ بچپن میں ایک بار میں ڈھیلے (پتھر) مار مار کر کھجوریں گرا رہا تھا کہ لوگ مجھے پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو کھجوروں پر ڈھیلے کیوں مارتا ہے؟ میں نے کہا: کھجوریں کھانے کے لیے۔آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا،دعا دی اور فرمایا: ''ڈھیلے نہ مارا کرو۔زمین پر جو کھجوریں گری ہوئی ہوں انہیں اٹھا کر کھالیا کرو''۔ (ابوداؤد)
- رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے اونٹ قرض لی تھی جب لوٹانے کی مدت آئی تو آپ نے اس سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا: ''وہ لوگ سب سے اچھے ہیں جو اپنا قرض خوش معاملگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں''۔ (ترمذی)
- حضرت حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ وہ آپکے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے۔آپ کی کشادہ روئی نے سب کا احاطہ کررکھا تھا''۔ (کتاب الشمائل)
- رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے **تہادوا تحابوا** ''آپس میں تحفے دو،محبت بڑھاؤ''۔خود آپ ﷺ صحابہ کو تحائف کثرت سے دیا کرتے اور جو تحائف آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے جاتے انہیں خندہ پیشانی سے قبول فرمالیتے۔
- دیہات کا ایک آدمی زاہر بن حرام آپ ﷺ کے لیے دیہات کی پیداوار کے تحفے لایا کرتا تھا، جب وہ دیہات واپس جاتا تو آپ ﷺ اسے شہر کی سوغاتوں سے لاد دیا کرتے اور فرماتے کہ ''زاہر ہمارا گماشتہ ہے جو ہمیں دیہات کی چیزیں لاکر دیتا ہے اور ہم اسکے گماشتہ ہیں جو شہر کی چیزیں اسے دیتے ہیں''۔ (شرح السنہ)
- قریش اور عربوں کی ایک خصوصیت مہمان نوازی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس میں بھی سب سے افضل وممتاز تھے۔ ایک بار ایک غفاری رسول اکرم ﷺ کا مہمان بن کر آیا، کاشانۂ نبوت میں اس وقت صرف بکری کا دودھ تھا،اسکے سوا اور کوئی چیز کھانے یا کھلانے کے لیے نہیں تھا۔رسول اکرم ﷺ نے وہ دودھ مہمان کو پلادیا،آپ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ اس رات فاقہ سے رہے،اس سے پچھلی رات بھی فاقہ سے گزری تھی۔ (مسند ابن حنبل)
- جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے سوال پر کبھی نفی میں جواب نہیں دیا۔یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ ''نہیں''،اگر آپ ﷺ کے پاس ہوتا تو عطا فرماتے اور نہ ہوتا تو وعدہ فرمالیتے اور کہہ دیتے کہ دوبارہ آنا۔

یہی آپ ﷺ کے اوصاف حسنہ تھے کہ دشمنوں کی زبانیں بھی آپ ﷺ کے ذکر خیر سے تر رہتی تھیں۔

ایک مرتبہ روسائے قریش نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی تدابیر سوچنے کے لیے مجلس مشاورت منعقد کی،اس میں ایک عمر رسیدہ شخص نضر بن حارث نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''محمد ﷺ تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا،وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اطوار کا مالک،قول کا سچا اور امانت دار تھا۔اب اسکے بالوں میں سفیدی آگئی ہے اور اس نے تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو تم کہتے ہو وہ جادوگر ہے،مجنون ہے،شاعر ہے۔اللہ کی قسم! میں نے محمد کی باتیں سنی ہیں۔اس میں ایسی کوئی بات نہیں جو تم کہہ رہے ہو'' (ابن ہشام)

غرضیکہ آپ ﷺ کا مزاج رحیمانہ،طبیعت معتدلانہ، اوصاف کریمانہ،معاملہ مشفقانہ،فطرت عادلانہ،تعلقات دوستانہ،چال میانہ،گفتگو ہمدردانہ،انداز حکیمانہ،اسلوب ناصحانہ،کردار شریفانہ،گفتار دلبرانہ تھا۔ دوست ہوں کہ دشمن سب آپ کے اخلاق کریمانہ کے اسیر تھے۔

آپ کے مسائل کا حل

علی بن ابی طالب ﷜ کو ''کرم اللہ وجہہ'' کہنا

سوال: حضرت علی بن ابی طالب ﷜ کو ''کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ'' کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے کرم اللہ وجہہ کی تخصیص غالی قسم کے رافضی اور شیعہ حضرات کا کام ہے، اس لیے اہل سنت حضرات پر واجب ہے کہ وہ ان لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے سے دور رہیں اور باقی صحابہ کرام جن میں ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنھم شامل ہیں کو چھوڑ کر صرف علی رضی اللہ عنہ کے لیے اس دعا کی تخصیص مت کریں۔ البتہ یہ دعا سارے صحابہ کرام کے لیے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، تاہم یہ دعا ان دعاؤں میں شامل نہیں جو ماثور یعنی احادیث سے ثابت ہیں اور مسلمانوں میں صحابہ کرام کے لیے عام وجاری وساری ہیں۔ جو دعا عام ہے وہ ''رضی اللہ عنھم'' ہے۔

اس دعا کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنھوں نے نیکوکاری کیساتھ اُن کی پیروی کی اللہ اُن سے خوش رہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ (سورہ توبہ ١٠٠)

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ٣٣/٢٦)

ڈراؤنے خواب کے بارے میں ایک استفسار

سوال: میں اٹھارہ سال کی ایک دوشیزہ ہوں، الحمد للہ میری زندگی دینی التزام کے ساتھ گزر رہی ہے، میں حالتِ نیند میں اکثر ایسے خواب دیکھا کرتی ہوں جو زیادہ ڈراؤنے ہوتے ہیں پھر چند دن بھی نہیں گزرتے کہ وہ حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں، اس کے بعد میرے گھر والوں پر نزول مصائب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جب بھی میں ایسے خواب دیکھا کرتی ہوں تو اپنے گھر والوں کو باخبر کر دیتی ہوں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، اس سلسلے میں براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب: جو شخص خواب میں ناپسندیدہ چیزیں دیکھے اس کے لیے مشروع یہ ہے کہ نیند کھلنے کے بعد وہ اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور شیطان اور اس کی شر سے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ پھر وہ دوسرے پہلو پر لیٹ جائے، اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اس خواب کو کسی سے بیان بھی نہ کرے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جس نے خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھی ایسا ہی کرنے کے لیے کہا تھا۔ اگر کوئی خواب میں خوش کن شے دیکھے تو وہ الحمد للہ کہے اور اس خواب کو صرف اسی شخص سے بیان کرے جس کو وہ

جو شخص خواب میں ناپسندیدہ چیزیں دیکھے اس کے لیے مشروع یہ ہے کہ نیند کھلنے کے بعد وہ اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور شیطان اور اس کی شر سے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ پھر وہ دوسرے پہلو پر لیٹ جائے، اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اس خواب کو کسی سے بیان بھی نہ کرے۔

محبوب رکھتا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

مسجد میں بلند آواز سے تلاوت کرنے کا حکم

سوال: کیا مسجد کے اندر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے جبکہ ہو سکتا ہے اس وقت کچھ لوگ نفل ادا کر رہے ہوں؟

جواب: مسجد کے اندر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے اردگرد نماز ادا کرنے یا قرأت کرنے والوں کو تشویش ہوتی ہو تو ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح قاری چاہے جہاں کہیں بھی ہو اگر اس کے اردگرد نماز پڑھنے والے یا قرأت کرنے والے موجود ہوں تو سنت یہ ہے کہ آواز بلند نہ کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے، کچھ لوگ نماز ادا کر رہے تھے اور بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ سے محو گفتگو ہے پس کوئی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے''۔ (شیخ ابن بازؒ)

صحیح طور پر قرآن پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے

سوال: میرے ایک رشتے دار ہیں جو قرآن کی تلاوت کرنا چاہتے ہیں لیکن عربی زبان کے قواعد کے مطابق صحیح طور پر قرآن پڑھنا نہیں جانتے ہیں تو وہ کیا کریں گے؟

جواب: ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں، عجلت سے کام نہ لیں بلکہ جو اچھے طریقے سے پڑھنا جانتے ہیں اُن کے سامنے پڑھیں تاکہ وہ قاعدہ سے پڑھنا سکھا دیں، وہ اپنی محنت جاری رکھیں ناامید نہ ہوں، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کو بڑا ثواب ملے گا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہتر وہ انسان ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے''۔ (بخاری)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا لیکن جو قرآن پڑھتا ہے لیکن مشقت کے ساتھ (یعنی ماہرین کی طرح سہولت وروانی سے نہیں پڑھتا) اس کے لیے دوگنا اجر ہے''۔ (متفق علیہ) (شیخ ابن بازؒ)

کیا کفار کے تہواروں سے متعلق تحفے فروخت کرنا جائز ہیں؟

سوال: کچھ مسلمان عیسائیوں کے تہواروں میں شرکت کرتے ہیں، آپ اس بارے میں کیا رہنمائی کریں گے؟

جواب: کسی بھی مسلمان مرد یا عورت کے لیے نصاری یا یہودیوں یا دوسرے کفار کے تہواروں میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اسے ترک کرنا واجب اور ضروری ہے، اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے، ''جس نے بھی کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے'' لہٰذا ہر مومن مرد وعورت کو چاہیے کہ وہ ان کے تہواروں میں شرکت کریں اور نہ انہیں کسی طرح کا تعاون پیش کریں کیونکہ یہ تہوار غیر شرعی اور شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تم نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو اور گناہ اور برائی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سخت سزا دینے والا ہے'' لہٰذا کفار کے تہواروں میں کسی طرح کی شرکت کرنا گناہ اور برائی کے کاموں میں تعاون کی ایک قسم ہے۔

(دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز ٦/ ٤٠٥)

بچے ہوئے کھانے کو کوڑے میں ڈالنے کا حکم

سوال: بعض لوگ بچے ہوئے کھانے تھیلیوں میں رکھ کر سڑک پر ڈال دیتے ہیں تاکہ جانور انہیں کھا لیں لیکن صفائی کرنے والے انہیں کچڑوں کے ساتھ رکھ کر لے جاتے ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا کھانوں کو کچڑوں میں رکھنا جائز ہے؟

جواب: باقی ماندہ کھانے کو فقراء ومساکین کے حوالے کر دینا چاہیے، اگر اس کے کھانے والے نہ ملیں تو ایسی جگہ پر رکھ دینا چاہیے جہاں اس کی بے حرمتی نہ ہو اور جانور کھا لیں۔
اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کو کرٹون یا تھیلیوں میں رکھ کر محفوظ کر دینا چاہیے اور میونسپلٹی والوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر شہر میں اپنے کارندوں کو تاکید کریں کہ وہ بقیہ کھانوں کو صاف ستھری جگہوں پر رکھیں تاکہ جانور کھا سکیں یا دوسرے لوگ انہیں اپنے جانوروں کے لیے لے جائیں، اس طرح یہ کھانے اپنی پامالی اور بے حرمتی سے محفوظ رہ سکیں گے۔

(شیخ ابن بازؒ)

ذوقِ خدائی

موسیٰ بن نصیر ۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، تقویٰ اور استقامت ان کی پہچان تھی۔ دین کی غیرت ان میں کوٹ کوٹ کر بھردی گئی تھی، ان کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی تو دوسرے ہاتھ میں قرآن تھا۔ ان کی قیادت میں بڑے بڑے معرکے سر کیے گیے اور اسلامی سلطنت اپنی حدیں پھیلاتی گئی، مگر عدل وانصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ مراقش کی گورنری کے ساتھ ولید بن عبدالملک (اموی خلیفہ) نے انہیں مغربی افریقہ کی مہم پر بھی مامور کیا تھا۔ ایک بار مراقش میں سخت خشک سالی ہوئی۔ موسیٰ بن نصیرؒ نے بارش کی دعا کے لیے لوگوں کو بڑے میدان میں جمع کیا اور خدا کے حضور گڑ گڑا کر دعائیں کیں، آنکھوں سے سیلِ اشک بہہ نکلا...... کسی نے ان سے پوچھا ''اے امیر! آپ خلیفۃ المسلمین ولید بن عبدالملک کے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟ جواب دیا: یہ وہ وقت اور مقام ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کو یاد نہیں کیا جاسکتا''۔

اہلِ نظر

ابن خلدون نے اپنے مشہور زمانہ مقدمہ میں لکھا ہے کہ:

''ایک بار ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے امیرالمومنین! کیا بات ہے کہ لوگ آپ کی خلافت میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جبکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں کوئی اُن کے خلاف میں نہیں تھا''۔ حضرت علیؓ نے برجستہ کہا: ''اس لیے کہ وہ دونوں مجھ جیسے لوگوں کے نگراں ووالی تھے اور مجھے تم جیسے لوگوں سے پالا پڑا ہے''

اب اُنہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

عبدالرحمن الناصر (۳۰۰-۳۵۰ھ) نے پچاس سال تک اندلس میں حکومت کی۔ دلکش وروح پرور شہر ''زہراء'' کا وہی بانی تھا۔ ایک بار اسکی حکومت داخلی بحران کا شکار ہوئی بربر وصقالبہ (دو قومیں) نے بغاوت کے شعلے بھڑکائے تھے مگر اپنے زور بازو اور قوتِ فیصلہ سے اس بغاوت کو کچل دینے میں وہ کامیاب ہوا تھا۔ ایوانِ عدل سے فیصلہ صادر ہوا کہ بغاوت میں شامل افراد کو موت کے گھاٹ اُتارا جائے۔ اُن باغیوں میں خود خلیفہ کا اپنا بیٹا بھی شامل تھا۔ ناصر کا بڑا لڑکا جو اس کا ولی عہد بھی تھا...... جب اس نے معاملہ کی سنگینی کو بھانپا تو ناصر کے دربار میں پہنچا اور آداب بجالانے کے بعد گویا ہوا: ''اباجان! کیا بھائی کی جان بچانے کی خاطر عدالت کے فیصلہ کو روکنے کے لیے آپ اپنا اختیار استعمال نہیں کرسکتے؟'' اُسے سن کر عبدالرحمن الناصر نے اپنا وہ تاریخی جواب دیا جو سنہرے الفاظ میں لکھے جانے کے قابل ہے اور جو اسلام کی روحِ عدل کی عکاسی کرتا ہے...... اس نے کہا: ''بیٹا! میں اپنے لختِ جگر پر ساری عمر آنسو بہانا گوارہ کرلوں گا مگر اپنے ہی جگر گوشہ کو اپنی مملکت میں پڑتی دراڑوں کا سبب بنتا نہیں دیکھ سکتا''۔

اسکے بعد فرمانِ عدالت کو نافذ کیا گیا اور باغیوں کے ساتھ خلیفۂ وقت کے لختِ جگر کو بھی تہہ تیغ کردیا گیا۔

بخش دو گر خطا کرے کوئی

ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا اور اُسے پیارے نبی ﷺ کے پاس لے آئی۔ آپ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ کی عادت تھی کہ آپ کبھی کسی کا ہدیہ رد نہیں فرماتے...... جب کھانے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس حقیقت سے آگاہ کیا...... آپ نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور حکم صادر فرمایا کہ عورت کو پیش کیا جائے...... وہ آئی تو آپ نے پوچھا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے کہا: ''میں آپ کو جان سے مارنا چاہتی تھی''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تو تجھے مجھ پر اختیار نہیں دیا تھا......!'' آپ کے ساتھی کہاں چپ رہتے پوچھا: ''یارسول اللہ! (اگر اجازت ملے تو) ہم اسے قتل کرڈالیں......؟ آپ نے جواب دیا ''نہیں'' آپ نے اُسے معاف کردیا تھا...... (بخاری، مسلم)

معن بن زائدہ تاریخ بنوامیہ اور عباسیہ کا ایک مشہور نام ہے۔ حلم وسخاوت اس کی پہچان تھی...... اس کے پاس کچھ جنگی قیدی تھے جنہیں اس نے مار ڈالنے کا فیصلہ کرلیا تو اُن میں سے ایک نے کہا: ہم تمہاری قید میں ہیں ساتھ ہی ہمیں بھوک اور پیاس لگی ہے، خدارا! بھوک، پیاس اور قتل...... تین چیزوں کو ہمارے ساتھ جمع مت کرو'' اس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں کھلاؤ پلاؤ۔ جب وہ کھاپی چکے تو انہیں میں سے ایک اور نے کہا: اب جبکہ آپ نے ہمیں کھلایا پلایا ہے...... تو گویا آپ کے مہمان بن چکے...... آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ اپنے مہمان کے ساتھ کس قسم کا رویہ اپنائیں گے......''

معن بن زائدہ نے کہا: ''چلو...... میں نے تمہیں بخش ڈالا''

مامون الرشید کہا کرتا تھا: قسم بخدا! کسی کو بخش دینے میں مجھے اتنی لذت ملتی ہے کہ بسا اوقات ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کے اجر سے میں محروم تو نہ ہوجاؤں گا......

شکسپیر نے کہا......

انتظار...... وقت کو سست رو بنا دیتا ہے

ڈر...... وقت کو برق رو بنا دیتا ہے

درد...... وقت کو طول دیتا ہے

جشن...... وقت کو گھٹا دیتا ہے

محبت کرنے والا...... وقت کو لازوال کردیتا ہے

پیارے بچو!

السلام علیکم

ہماری امی ہمیں کتنا چاہتی ہیں، یہ سب ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں، جب کبھی ہمیں اسکول سے دیر ہو جاتی ہے تو وہ ہمارے لیے پریشان ہونے لگتی ہیں، ہماری طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو وہ ہمارے بستر سے لگی رہتی ہیں کہ ہم جلدی سے صحتیاب ہو جائیں، دوڑنے بھاگنے لگیں۔

اس لیے ہمیں بھی اپنی ماں کو ٹوٹ کر چاہنا چاہیے، ان کی ہر باتیں ماننی چاہیے، ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرنی چاہیے، ان کی خدمت کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ پاک نے اپنے حق کے بعد ماں کا حق بتایا ہے اور انہیں "ہوں" تک کہنے سے روکا ہے، اور ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے"

اچھے اخلاق کا اثر

اچھے اخلاق کا بڑا اثر ہوتا ہے، اگر جانی دشمن کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے تو وہ بھی درست بن جاتا ہے۔ یا کم از کم اس کی دشمنی میں بڑی حد تک کمی آتی ہے اور اچھے اخلاق کے اثر سے کتنے بیگانے یگانے اور کتنے پرائے جگری دوست ہو جاتے ہیں۔

اللہ و رسول نے ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ہر ایک سے اچھے اخلاق کے ساتھ ملنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ پیارے نبی ﷺ کے حسنِ اخلاق کا نتیجہ تھا کہ آپ کے بہت سے جانی دشمن آپ کے گرویدہ ہو گئے اور اسلام لے آئے۔ مذہب اسلام کے پرچار میں حسن اخلاق کا بھی بڑا دخل رہا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تُستری ایک بزرگ گزرے ہیں، آپ کے پڑوس میں ایک مجوسی رہتا تھا، وہ آپ کو تکلیف پہنچانے کے لیے اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ آپ کے گھر میں ڈال دیتا تھا۔ آپ روزانہ خاموشی سے اُسے باہر ڈال آتے اور اپنے گھر کی صفائی کر لیتے۔ ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہوئے اور آپ کو بچنے کی امید نہ رہی تو اُس مجوسی کو بلایا اور فرمایا "جب تک مجھ میں سکت تھی تمہارا کوڑا باہر ڈال آتا تھا۔ اب میں بہت کمزور ہو چکا ہوں اور اب زندگی کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی ہے اس لیے تم سے کہتا ہوں کہ اب اپنا کوڑا میرے گھر میں نہ ڈالا کرو ہو سکتا ہے میرے بعد میرے گھر والے اس کو برداشت نہ کر سکیں اور تمہیں اس کے سبب کوئی تکلیف پہنچائیں۔

مجوسی کو اپنی ایذا رسانی اور ان کے صبر کا حال معلوم ہی تھا اُن کی اس گفتگو سے اُس کا دل بھر آیا، بولا: آپ نے بلاشبہ میرے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کیا ہے اور میری ایذا رسانی کے باوجود آپ نے مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچائی، ہمیشہ صبر ہی کیا ہے۔ بیشک یہ ساری خوبیاں آپ کے اندر آپ کے اچھے مذہب کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ آپ مجھے بھی مسلمان بنا لیجیے۔ اُس نے کہا اور حضرت سہل کے ہاتھ پر اُسی دم اسلام قبول کر لیا۔ دونوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

بچو! دیکھا! کیسے اللہ تعالیٰ نے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے سے اُس مجوسی کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا، اس لیے ہمیں بھی چاہیے ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، اگر کوئی اذیت سے دے رہا ہے تو اُسے درگذر کرتے رہیں، ایک دن وہی ہمارا دوست بن جائے گا۔

میرے ہاتھ...... میرے پاؤں

میرے دو ہیں ہاتھ
چھوٹے چھوٹے ہاتھ
یہ رہتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
آؤ یہ دعا کریں
ان سے کام جو کریں
نیک کام ہو اور اچھا ہو انجام
میرے دو ہیں پاؤں
چھوٹے چھوٹے پاؤں
یہ چلتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
آؤ یہ دعا کریں
نیک راہ پہ چلیں
سیدھی راہ پہ چلیں ہمارے ساتھ
میری ایک زبان
چھوٹی سی زبان
یہ رہتی ہے میرے ساتھ ساتھ
آؤ یہ دعا کریں
اس سے بات جو کریں
پکی بات ہو
اور اللہ کی ہو بات
میرے دو ہیں کان
چھوٹے چھوٹے کان
یہ رہتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
آؤ یہ دعا کریں
ان سے جو بھی ہم سنیں
اچھی بات ہو اور اچھا ہو انجام
میری دو ہیں آنکھیں
پیاری پیاری آنکھیں
یہ رہتی ہیں میرے ساتھ ساتھ
آؤ یہ دعا کریں
جو اچھی چیز ہم دیکھیں
ہم الحمدللہ کہیں
ہم الحمدللہ کہیں

پیش کش: انجم شوکت (کویت)

وزارۃ الاوقاف کویت کے زیراہتمام تیسری دوروزہ کانفرس برائے ائمہ وخطباء

کویت : ''مسجد خانہ خدا اور اتحاد ملت کا مظہر ہے'' کے بینر تلے وزارۃ الاوقاف کویت کے زیراہتمام تیسری دو روزہ کانفرس برائے ائمہ وخطباء رئیس مجلس وزراء شیخ ناصر محمد احمد الصباح کی زیرنگرانی کراون پلازا ہوٹل میں منعقد ہوئی جسمیں ملک وبیرون ملک کی مقتدر شخصیات نے شرکت فرمائیں اور اپنے خیالات ولیکچرز پیش کیں،

مسجد کا ایمانی پیغام ،ثقافتی حیثیت سے مسجد کا ارتقائی پہلو، مسجد کے تربیتی پیغام کے فروغ میں رفاہی تنظیموں کا رول ، اجتماعی تعلقات کے استحکام میں مسجد کا کردار۔اصول خطابت، اجتماعی امن کی حفاظت میں مسجد کی اہمیت جیسے اہم موضوعات پر مقالات پیش کیے گیے۔لیکچرز کے ساتھ ساتھ ورک شاپ کا بھی نظم رکھا گیا۔

شرکاء میں سابق وزیراوقاف اور وزیرعدل حسین حریتی اور وکیل وزارۃ الاوقاف ڈاکٹر عادل الفلاح ،ڈاکٹر مصطفی کرامۃ اللہ، ڈاکٹر عبدالعزیز سدحان، ڈاکٹر احمد عمر ہاشم ، ڈاکٹر سعدالدین الکبی ،اور ڈاکٹر محمد المختار الشنقیطی ،ڈاکٹر عجیل جاسم نشمی ، شیخ صالح النبہام اور ہندوستان سے شیخ اصغرعلی امام مہدی ،اور ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری قابل ذکر ہیں۔حریتی نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں کہا کہ یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم خانۂ خدا کی نگرانی کریں اور ائمہ وخطباء کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔دوسری جانب ڈاکٹر عجیل نشمی نے ائمہ وخطباء کے مقام ومرتبہ کوسراہتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک کے نزدیک آپ کا مقام بہت اعلی ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ سرورکائنات کے مقام پر فائز ہیں جو منبر پر کھڑے ہوئے اورحق کا اعلان کیا۔

انڈونیشی خادمہ نے 100 دینار چندہ دے کر اہل غزہ کی فریادرسی کی

کویت: کویتی گھر میں کام کرنے والی ایک انڈونیشی خادمہ نے غزہ کے مسلمانوں کی کسمپرسی کو دیکھتے ہوئے 100 دینار چندہ دی ہے۔حالانکہ وہ محض چالیس دینار تنخواہ پاتی ہے، اور اہل خانہ کی پوری کفالت اُسی کے سر ہے، اس کے پاس والدہ کے علاوہ سات چھوٹے چھوٹے بھائی بہن ہیں۔

اس نے صراحت کی کہ اسرائیلی درندوں نے غزہ کے مسلمانوں پر جس درندگی کا مظاہرہ کیا ہے اس نے مجھے بے چین کردیا، اگر میں جان سے ان کی مدد نہیں کرسکتی تو مال کے ذریعہ ان کی امداد کرنے والوں کی صف میں شامل تو ہوسکتی ہوں۔

اسلامی مالیاتی نظام سے متعلق اربابِ مدارس اور ماہرین اقتصادیات کا دوروزہ ورک شاپ

دھلی : عالمی مالیاتی نظام کے دیوالیہ ہونے کے بعد اسلامی مالیاتی نظام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے متعدد مدارس کے ذمہ داران اور علماء کرام کی ایک دوروزہ ورک شاپ نئی دہلی میں شروع ہوئی۔

جس میں مدارس کے نصاب میں اسلامی معاشیات اور بنکنگ نظام کی تعلیم شامل کرنے کی گنجائش اور طریقۂ کار پر غور کیا گیا، دارالعلوم دیوبند کے مولانا محمد سالم قاسمی، ندوۃ العلماء لکھنو کے مولانا سعیدالرحمن اعظمی، مولانا سلمان حسنی ندوی، فقہ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری مولانا خالد

سیف اللہ رحمانی سمیت متعدد علماء اور ذمہ داران مدارس اس ورک شاپ میں شریک رہے۔ ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے ورک شاپ میں کلیدی خطبہ پیش کیا انہوں نے کہا کہ اسلامی مالیاتی نظام کی بنیاد اسلام کے تصور عدل واحسان پر ہے، انہوں نے اسلامی معاشیات کے نصاب کی تیاری، اس سلسلے میں اساتذہ کی تربیت اور تعلیمی پالیسی کا ڈھانچہ بنانے کی ضرورت پر زوردیا۔

اس سے پہلے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی پروگرام کی افتتاحی تقریر کرتے ہوئے'' دینی مدارس کے نصاب میں فقہ المعاملات کا حصہ'' کے عنوان کے تحت اپنا مقالہ پیش کیا۔انہوں نے قرآن، حدیث اور فقہ کے حوالے سے مالیات اور معاملات کے مسائل اور ہدایات کا ایک سلسلہ وار خاکہ پیش کرتے ہوئے اسلامی مالیات کے جدید تصور کو اس سلسلے کا ایک حصہ بتایا۔اس ورک شاپ میں مدارس کی خدمات اور تاریخی کردار کا اعتراف کرتے ہوئے مدارس میں اسلامی اقتصادیات کی تعلیم کے لیے منصوبہ بندی کی گئی، ورک شاپ کے مندوبین نے اس مسئلے سے متعلق مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیال کیا، اُن میں معاشیات کو ایک مضمون کی حیثیت سے مرتب کرنے کے لیے اس کے خدوخال، نصاب کا خاکہ اور تیاری، مضمون کی تعلیم کی مدت اور مرحلہ کا تعین، نیز اس کے لیے انتظامی ڈھانچہ پر غور کیا گیا۔

ساتواں آل انڈیا ریفریشر کورس کے افتتاحی اجلاس کا انعقاد

دھلی : آج کے اس اخلاقی بحران اور دہشت زدہ ماحول میں باعمل علماء ودعاۃ کی شدید ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ساتواں کل ہند ریفریشر کورس برائے ائمہ ودعاۃ اور معلمین کا نظم کیا، ریفریشر کورس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے کہا کہ آج دہشت زدہ ماحول میں انسانیت کو اسلام کے پیغام امن ورحمت کی ضرورت ہے جسے صحیح طور پر باعمل علماء ودعاۃ اور معلمین ہی پہنچا سکتے ہیں۔اپنے صدارتی خطاب میں مولانا عبدالمعید مدنی مدیر الاستقامہ عربی نے کہا کہ علمائے کرام عوام کے لیے نمونہ ہیں۔لہٰذا ان کو مثالی کردار پیش کرنا چاہیے۔اسی طرح انسانیت کو درپیش موجودہ دور کے چیلنجوں کے مقابلہ کے لیے انہیں خود کو تیار کرنا چاہیے۔اس کے لیے وسعتِ مطالعہ اور اہل علم سے استفادہ از حد ضروری ہے۔

اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز الفریح نے کہا کہ کتاب وسنت پر عمل ہی انسانی دنیا کی ساری مشکلات کا حل ہے۔کتاب وسنت پر عمل انسان کو بااخلاق وباکردار اور انسانیت کا بہی خواہ بناتا ہے۔

واضح رہے کہ کہ اس ریفریشر کورس میں ملک کے ہر صوبے سے ائمہ ودعاۃ اور معلمین شریک ہیں جو اساتذۂ مدارس وعصری جامعات اور دیگر شعبۂ حیات کے ماہرین لیکچرز اور تجربات سے استفادہ کریں گے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه

قوم کے مستقبل کے معماروں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور سیرت وکردار سازی کے لیے

سمرکلاسیز برائے تعلیم وفہم قرآن

اردو جاننے والے طلبہ وطالبات کے لیے

آغاز داخلہ: ۱۵ مئی ۲۰۰۹

بمقام: مرکز تحفیظ القرآن الکریم ۔ابوحلیفہ (قطعہ ا)

دورانیہ: ۱ جون ۲۰۰۹ تا ۲۰ اگست ۲۰۰۹ (ہفتے میں پانچ دن کلاس)

حد عمر داخلہ: ۶ سال اور اس سے بڑے بچے اور بچیاں (بچیوں کے لیے علیحدہ انتظام)

نصاب : ☆ ناظرہ وحفظ قرآن (جزء یا مکمل حفظ کرنے کی سہولت موجود) ☆ دورہ فہم قرآن ☆ کھیل تفریح اور دیگر ہم نصابی سرگرمیاں ☆ خصوصی تربیتی پروگرام۔

فی حیل، منقف اور ابوحلیفہ میں رہائش پزیر طلباء کے لیے ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی موجود ہے

مزید معلومات اور داخلہ کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کریں

96261860/ 97949655/ 99078166

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی

نظم

بزمِ تکلفات سجانے میں رہ گیا
میں زندگی کے ناز اٹھانے میں رہ گیا
تاثیر کے لیے جہاں تحریف کی گئی
اک جھول بس وہیں پہ فسانے میں رہ گیا
سب مجھ پہ مہرِجرم لگاتے چلے گئے
میں سب کو اپنے زخم دکھانے میں رہ گیا
خود حادثہ بھی موت پہ اس کی تھا دم بخود
وہ دوسروں کی جان بچانے میں رہ گیا
اب اہلِ کارواں پہ لگاتا ہے تہمتیں
وہ ہمسفر جو حیلے بہانے میں رہ گیا
میدانِ کارزار میں آئے وہ قوم کیا
جس کا جوان آئینہ خانہ میں رہ گیا
وہ وقت کا جہاز تھا کرتا لحاظ کیا
میں دوستوں سے ہاتھ ملانے میں رہ گیا
سنتا نہیں ہے مفت جہاں بات بھی کوئی
میں خالی ہاتھ ایسے زمانے میں رہ گیا
بازارِ زندگی سے قضا لے گئی مجھے
یہ دور میرا دام لگانے میں رہ گیا
یہ بھی ہے ایک کارِ نمایاں حفیظ کا
کیا سادہ لوح کیسے زمانے میں رہ گیا

(حفیظ میرٹھی)

بنتِ اسلام کی ایک دعا

زر و جواہر کی کوئی خواہش نہ مال و دولت کی کچھ تمنا
میں مسلمہ ہوں مجھے عطا کر الٰہی تو نیکیوں کا گہنا
میری نگاہوں میں ہیچ ہے سب یہ پرنیاں و حریر و دیبا
تیرے خزانے میں کیا کمی ہے مجھے عطا کر لباسِ تقویٰ
میں حسنِ سیرت کا وہ نمونہ بنوں کہ دنیا پکار اٹھے
یہ کس چمن کی کلی کھلی ہے یہ کس گلستاں کا پھول مہکا
میری نگاہیں ہوں شرم آگیں میری ادائیں ہوں جانِ عصمت
بلند ہو نام بنتِ آدم، الٰہی دے وہ ردائے عظمت
میری ہر اک آرزو کا مقصد میری ہر اک التجا کا مطلب
جہاں میں تیری رضا کی خاطر نظامِ حق کا قیام یا رب
کٹھن ہے رستہ سفر ہے مشکل یہ جنگ، جنگِ حق و باطل
میں مسلمہ ہوں مجاہدہ ہوں تو کیوں کروں میں فکرِ سہل و مشکل
یہ کام جسکا ہے وہ خود کرے گا مجھے تو بس بندگی سے مطلب
جو راہِ الفت میں بیت جائے مجھے تو وہ زندگی سے مطلب
حیاتِ فانی کا یا الٰہی تو لمحہ لمحہ دوام کردے
نفس نفس زندگی کا یارب تو دینِ حق کا پیام کردے

(بنت الاسلام)

ipc کے شب و روز

ipc میں عربی کورس کا آغاز

ipc کے زیرِ اہتمام غیر عرب حضرات کے لیے عربی تعلیم کورس کی شروعات ہو چکی ہے۔ جس میں شائقین کی ایک اچھی تعداد شریک ہے۔ تاہنوز دو گروپ میں تعلیم جاری ہے۔

''تم نعمت میں ہو...... اِسے دوسروں تک پہنچاؤ''

''تم نعمت میں ہو...... اسے دوسروں تک پہنچاؤ'' کے بینر تلے غیر مسلموں میں دعوتی کام کے تئیں مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے ipc نے اوقاف کے تعاون سے مختلف دعوتی مہم چلائی vip شخصیات اور میڈیا کے ڈائرکٹر عبداللہ الصالح نے صراحت کی کہ اس دعوتی مہم نے اپنے دعوتی اہداف کی تکمیل کے لیے سہل انداز میں اپنا پیغام پیش کیا جس میں اسلام کی عظمت اور دین اسلام میں پائے جانے والے خیر و بھلائی کے پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا جس کا مقصد مسلمانوں کو دعوت کے لیے تیار کرنا اور غیر مسلموں کو اسلام سے قریب ہونے پر اُبھارنا تھا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مسلمانوں کی ذہن سازی میں اس دعوتی مہم کے اچھے اثرات مرتب ہوئے، لوگوں نے ipc کے کاز کو سراہا اور ان کے اندر غیر مسلموں میں دعوت کا شعور پیدا ہوا۔

دعاۃ کی ٹریننگ ipc کے اہداف میں شامل ہے

ipc کے شعبۂ دعوت میں کام کرنے والے جملہ دعاۃ کی علمی لیاقت کی جانچ کے لیے پچھلے مہینہ تحریری وتقریری امتحانات رکھے گیے، جن کا مقصد دعاۃ کی علمی قابلیت کو جلا بخشنا اور جس فن میں کمی پائی جاتی ہے اُس کی بھرپائی کرنا تھا۔ vip شخصیات اور میڈیا کے ڈائرکٹر عبداللہ الصالح نے وضاحت کی کہ یہ امتحانات دعاۃ کے بیچ درجہ بندی یا قابلیت وعدم قابلیت کی پرکھ کے لیے نہیں رکھے گیے بلکہ جس فن میں کمزوری پائی جاتی ہے اُن کا پتہ لگا کر اُن کی تلافی کے لیے کورسیز کی شروعات کرنے کی خاطر رکھے گیے ہیں کیونکہ شروع ہی سے ipc میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ دعاۃ سے دعوتی خدمت لینے کے ساتھ ساتھ دعوتی وعلمی میدان میں اُن کو مختلف قسم کی ٹریننگ بھی دی جاتی رہے تاکہ وہ بہتر سے بہتر کارکردگی انجام دے سکیں۔

ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیرالاشاعت
اردو مجلّہ ہے۔اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates
Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

contact:
email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No: 22444117 ext.104, 97257389